مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

ترجمہ: جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کیلئے نہ کوئی ولی اور نہ کوئی مرشد

پارہ ۱۵، سورہ کہف آیت: ۱۷

دینِ کامل
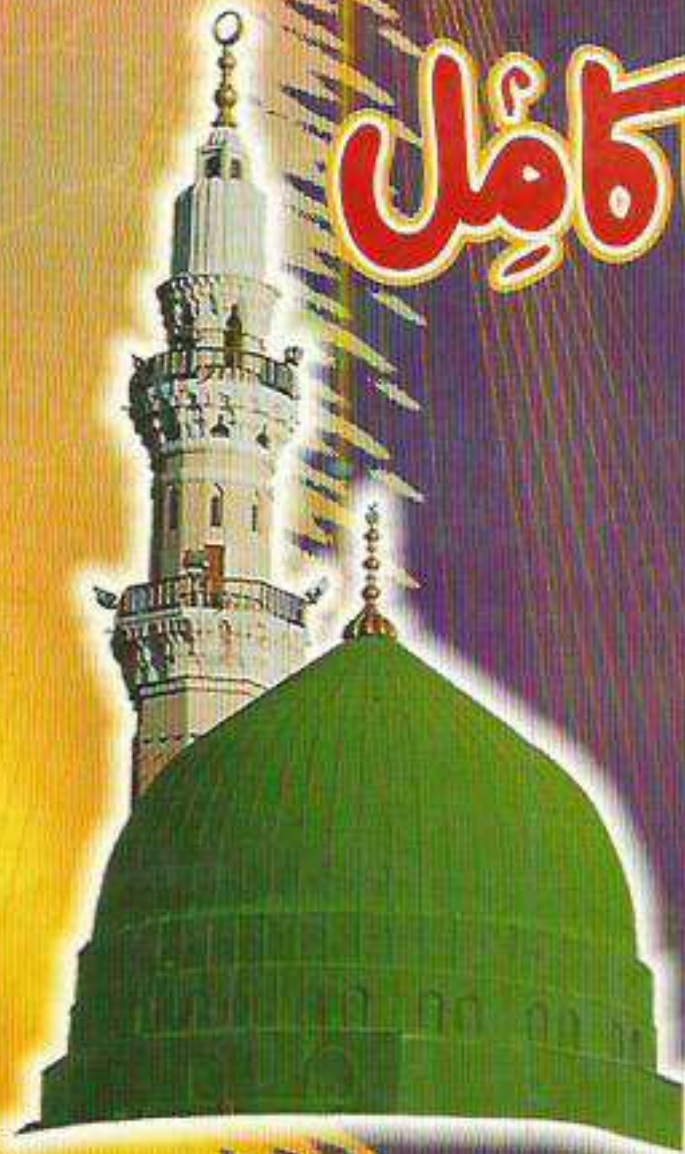
تالیف و تصنیف

پیر طریقت رہبر شریعت اعلیٰ حضرت
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

.... تصنیف و تالیف ....

پیر طریقت رہبر شریعت

صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحبؒ

ملنے کا پتہ

ا۔ آستانیہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ
ڈی ۶/۳ ۷، ملیر کالونی کراچی

موجودہ پتہ

۲۔ آستانیہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ
متصل جامع مسجد مدنی۔ مدینہ کالونی
(ملیر توسیع کالونی)، کھوکھراپار کالونی
کراچی۔

نام کتاب: .... دین کامل

مصنف: .... صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب

ترتیب ونظر ثانی: .... صوفی صدیقی سیف الدین بابر غفاری

مطبع: .... الرضا پرنٹرز (فون: 2214206)

بار: .... اول

تعداد: .... ایک ہزار

قیمت: ....

آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ

متصل جامع مسجد مدنی

مدینہ کالونی (ملیر توسیعی) کھوکھرا پار کالونی، کراچی

فہرست مضامین

انتساب

اللہ تعالیٰ نے احسانِ عظیم فرمایا کہ حضور ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور ہدایت کے لئے حضرت پیرو مرشد خواجہ محمد یعقوب علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت کی توفیق عطا فرمائی، جن کی دعاوں سے اس کتاب ''دینِ کامل'' کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے بیحد درود و سلام کے تحفوں کے ساتھ نہایت ہی عاجزانہ و مخلصانہ طور پر یہ کتاب ''دینِ کامل'' حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

''اے اللہ، حضور ﷺ کی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت کے بعد خلفاء راشدین، تمام صحابہ کرام اور صحابیات اور تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اور میرے پیرو مرشد اور حضور ﷺ کے چاہنے والوں کو اس نیکی میں شامل فرما۔ یہ کتاب حضور ﷺ کی امت کی بھلائی کے لئے لکھی گئی ہے۔ اے اللہ اس سے امت کو بھلائی کثیر عطا فرما۔ آمین۔''

گذارش

کتاب کو مرتب کرنے میں پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو۔ پھر بھی کوئی بھول چوک یا غلطی نظر آئے تو اس کی اصلاح فرمالیں اور اس کی اطلاع بھی فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کردیا جائے۔

ہم آپ کی اس نوازش کے بے حد مشکور ہوں گے۔

خاکپائے مرشد

عبدالغفار علی شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور بے شمار درود و سلام رسول ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کے آل واصحاب کے لئے۔

قرآن کریم کی آیت کا ترجمہ :

"جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کی اس نے بڑی کامیابی پائی۔" (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۷۱)

در حقیقت حضور ﷺ کی اطاعت ہی اطاعتِ الٰہی ہے اور حضور ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ : "اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے"

"جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔"

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

"سب سے بہترین پیروی میرے رسول کی ہے۔"

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱)

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ حضور ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم اولین و آخرین دیا اور آپ ﷺ کے قلب اطہر میں اللہ تعالیٰ خود موجود ہے۔ اول و آخر اور ظاہر و باطن میں موجود ہے۔

حدیث شریف میں ہے :

اللہ جس بندے سے راضی ہو جاتا ہے اس بندے کی سماعت بن جاتا ہے جس سے بندہ سنتا ہے، اللہ اس بندے کی بصارت بن جاتا ہے جس سے بندہ دیکھتا ہے، اللہ اس بندے کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے بندہ پکڑتا ہے، اللہ اس بندے کا پیر بن جاتا ہے جس سے بندہ چلتا ہے۔

(بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق)

ایک اور جگہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ

اللہ بندے کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔

(مکتوبات صدی، چھٹا مکتوب، ص ۸۵)

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

ایک وقت اللہ تعالیٰ کے اسقدر قریب ہوتا ہوں کہ وہاں کسی نبی، مرسل یا مقرب فرشتہ تک کی رسائی نہیں۔

(کتاب الاسرار، باب ۱۵، صفحہ ۱۶۵)

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم یعنی مظہر اعلیٰ ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے، جس کا بین ثبوت حضور ﷺ کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحابہ کرام ہیں جن کو حضور ﷺ سے بے حد محبت اور عشق تھا (بے انتہا محبت کو عشق کہتے ہیں)۔ صحابہ کرام کو جو حضور ﷺ سے والہانہ محبت تھی اس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی لئے صحابہ کرام کا اسقدر بلند درجہ ہے کہ اگر نبی و رسول کے بعد کسی کا مقام ہے تو وہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں اور یہ صدیقین اور اولیاء اللہ بھی ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بھی ہیں۔ اور ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے علم و عمل کے بہترین

وارث ہیں اور سارے ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ صحابہ کرام میں افضل ہونے کی وجہ سے یہ حضور ﷺ کے خلیفہ یعنی بہترین جانشین ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ قیامت تک ہونے والی ساری نسل انسانی اور خصوصاً مسلمانوں کے رشد و ہدایت کے لئے ایک جماعت بنا دیں تاکہ آپ ﷺ کا علم و عمل اور محبت و اطاعت اور دین کی سچی بات من و عن لوگوں کو ملے تاکہ جس طرح حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام استفادہ کرتے رہے اسی طرح تا قیامت مسلمانوں کو استفادہ ہوتا رہے۔ حضور ﷺ نے اس اہم فریضہ اور اہم منصبِ عالیٰ کی ادائیگی کے لئے، خلفاء راشدین کو مامور فرمایا۔ ان کو حضور ﷺ سے براہ راست علم و عمل ملا اور اس علم و عمل کی وجہ سے ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو کر منصب خلافت پر فائز کئے گئے۔ ان کے خلیفہ در خلیفہ ہوتے آرہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہے ہیں گے۔ ان خلفاؤں یعنی ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ لوگوں کا مقام اسقدر بلند و بالا ہے کہ ان کی راہ پر چلنے کے لئے ہر رکعتِ نماز میں دعا مانگنے کا حکم ہے۔ ہم ہر نماز میں الحمد شریف پڑھتے ہیں۔ جب ہم اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ

> "اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اس بات کی مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔"

الحمد اللہ آپ سب مسلمان ہیں، خود ہی محبت اور خلوص سے سوچ کر فیصلہ کریں کہ خلفاء راشدین، پھر ان کے خلیفہ، پھر ان خلفاؤں کے خلیفہ کیا ان سے امت میں کوئی افضل ہے؟ آپ سوچیں، بار بار سوچیں اور فیصلہ کریں۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، حبیب کا مقام بہت ہی بڑا ہوتا ہے۔ جس طرح حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں تھا کہ جس نے دل و جان سے

حضور ﷺ کو چاہا وہ صحابی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا، جنہوں نے نفاق کیا وہ منافق ہو گئے، جنہوں نے نفاق بہت ہی زیادہ کیا وہ دین سے خارج ہو گئے اور خارجی کہلائے، جنہوں نے رسالت سے انکار کیا وہ انکار کرنے والے منکر ہو گئے یعنی کافر ہو گئے۔ اسی لئے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے جو رشد و ہدایت کے لئے حضور ﷺ نے جماعت بنائی ہے جو اسی وقت سے سلسلۂ طریقت جو بیعت طریقت کہلاتا ہے، خلیفہ در خلیفہ چلا آرہا ہے۔ یہ درست اور صحیح ہے جس کو سارے علماء کرام، اولیاء اللہ، مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل مانتے ہیں۔ اگر آپ کے علاقے میں کوئی مرشد نہیں تو پورے ملک میں تو ضرور کوئی ہوگا۔ حضور ﷺ کی اطاعت کے خلاف یعنی ان کی بنائی ہوئی جماعت کی مخالفت کرنا، اور صرف خود کو قابل جاننا، گمراہی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس قصہ کو پڑھ کر فیصلہ کرلیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر شرف و بزرگی بخشی ابلیس کے انکار کرنے پر چھ لاکھ سال کی عبادت اس کے کام نہ آئی۔ حضرت آدم علیہ السلام حضور ﷺ کے نور سے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا (پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۷۵) اور اپنی صورت اور صفت پر بنایا (تفسیر روح البیان، حصہ اول، صفحہ ۲۰۱، پہلا ایڈیشن) جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو اس وقت فرشتوں کو سات لاکھ سال عبادت کرتے ہوئے ہو چکے تھے (مکتوبات صدی، مکتوب ۵۴۶، صفحہ ۳۷۲) اور ابلیس کو چھ لاکھ سال عبادت کرتے ہوئے ہو چکے تھے (قصص الانبیاء، صفحہ ۹، ناشر خواجہ محمد اسلام، اردو بازار، لاہور)۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ساری تعلیم و تربیت مکمل کرلی تو ان کیلئے بہشت میں تخت بچھایا گیا۔ (قصص لانبیاء، ص ۱۱) اور تخت پر کرسی رکھی گئی اور کرسی نشین ان کو بنایا گیا (غنیۃ الطالبین

ص ۶۰۴ عنوان تربیت آدم علیہ السلام) پھر حلّہ اور تاج زریں پہنایا گیا (قصص الانبیاء ص ۱۱) یعنی شاہی لباس اور زریں تاج شاہانہ پہنایا گیا۔ نوٹ : جنت میں نیک اور صالح لوگوں کو انعام و اکرام سے نوازا جائیگا اور تاج پہنائے جائیں گے (حوالہ تفسیر روح البیان، جلد دوم، پارہ ۲۱، ص ۲۹ ، اردو ترجمہ ، پہلا ایڈیشن)۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عجائبات سے نوازا اور ان کو مسجود ملائکہ بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر وصل اور وصال کا تاج شاہانہ رکھا گیا اور جسم کو کرامت کا لباس پہنایا گیا اور کمر میں قرب کا پٹکا باندھا گیا اور گلے میں قرب الٰہی کا ہار پہنایا گیا۔ (تفسیر روح البیان، آٹھواں حصہ ، صفحہ ۱۵۳)۔ فرشتے سات لاکھ سال سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے اور ابلیس چھ لاکھ سال سے عبادت کر رہا تھا۔ سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے استقبال کرنے کا حکم ہوا اور فرمان الٰہی ہوا کہ وہ سجدے جو کُل اعمال کا نچوڑ ہیں اور تمہارے حالات اور احوال کے اسرار ہیں وہ سب ان کے سر پر نچھاور کر دو (مکتوبات صدی، مکتوب ۵۶ ، صفحہ ۲۷۳)۔ حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور مردود و ملعون ہوا۔ ابلیس چھ لاکھ سال سے عبادت کر رہا تھا۔ وہ خود کو مقرب بارگاہ الٰہی سمجھا، اور آگ کا بنا ہوا جان کر خود کو افضل جانا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بننے سے پہلے بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل ، میکائیل ، اسرافیل ، عزرائیل اور جمیع ملائک اس کے منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے۔ قصص الانبیاء) اس لئے اپنے کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل جانا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور مردود و ملعون ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہوئے ہیں۔ جس نے انبیاء کرام کی اطاعت کی وہ اللہ کی

بارگاہ میں مقبول ہوا اور جس نے انبیاء علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھ جا چکا ہے اللہ کے حبیب کا بہت ہی بڑا اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ جو حضور ﷺ کے اہل بیت، صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو اچھا نہ جانے اور ان میں عیب تلاش کرے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ اللہ کا حکم نہیں مانا، چھ لاکھ سال کی عبادت اور عزت گئی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ دل و جان سے میرے حبیب کی اطاعت کرو۔ اور نسل انسانی کی ہدایت کے لئے خلفاؤں کو اس کام کے لئے مقرر کیا اور ان خلفاء کی اطاعت یعنی پیروی سے اولیاء ہوئے ہیں۔ جو اللہ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ کا باغی ہے اسکا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فیصلہ کرو۔ پورے قرآن شریف کا حاصل یہ ہے کہ دل و جان سے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابۂ کرام بالخصوص خلفاء راشدین پھر ان کے خلیفہ، پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ سلسلہ در سلسلہ اسی طرح چلا آرہا ہے۔

التماس

یہ علمی دور ہے۔ علماء کرام و مشائخ عظام جتنے بھی مسلمان دنیا میں اہل علم ہیں سوچیں اور غور کریں کہ پہلے بھی مسلمان تھے تو ان کو دیکھ کر ان کی صحبت سے لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ اولیاء اللہ کا مقام تو بہت ہی بڑا مقام ہے جیسے حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان گئے اور کئی لاکھ مسلمان کئے۔ ان کے

خلاف پروپیگنڈا شروع کیا گیا کہ یہ بڑے غلط ہیں، یہ گائے ماتا کو کھاتے ہیں، ان کے پاس جانا گناہ ہے اور ان کا سایہ پڑنا بھی گناہ ہے۔ جس تیز رفتاری سے لوگ مسلمان ہو رہے تھے اس رفتار میں کمی ہو گئی۔ اسی طرح منافقین اور خارجیوں کے ذریعے غیر مسلموں نے دین کو خراب کیا اور ان ہی کی غلط اور بے بنیاد باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کیا اور ان منافقوں کی کتابوں کے حوالے اپنی کتابوں میں نوٹ کئے اور ایسے غلط انداز سے اسلام کو اہل یورپ اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا کہ مسلمان ہونا تو درکنار لوگوں کو اسلام سے نفرت ہو گئی۔ ایسی کتابوں کو پڑھ کر بہت سے مسلمان بد ظن ہو جاتے ہیں اور عورتیں دینی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے کہتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں کو آزادی نہیں۔ حالانکہ اسلام میں سب سے زیادہ حقوق اور آزادی عورتوں کو حاصل ہے لیکن حدودِ اسلام کے اندر۔ دین کو دراصل علماء کرام اور مشائخ عظام نے سمجھا ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے قریب علماء کرام اور مشائخ عظام سے رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہونے کے لئے مشائخ سے رہنمائی حاصل کریں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ سب مسلمان مل کر دین کو سربلند کرنے کا کام کریں اور حضور ﷺ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی نہ کریں اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین اور اولیاء اللہ کو برا نہ کہیں۔ آپس میں محبت سے ملکر رہیں اور خود اطاعت رسول اللہ کریں اور لوگوں کو حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کا درس دیں۔ جس کے دل میں محبتِ رسول نہیں اسکا ایمان نہیں۔ حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کے بغیر کامیابی نہیں ہو گی۔ تقسیم ہند سے پہلے انگریزوں کی حکومت تھی۔ کتنی مساجد میں غیر مسلم امام بن کر نماز پڑھاتے تھے اور جب راز فاش ہو جاتا تھا تو بھاگ جاتے تھے۔ علماء کرام جانتے ہیں کہ غیر مسلم قوتیں دینی اور دنیاوی دونوں طرح سے مسلمانوں کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ دنیاوی مسائل تو حکومت حل کرتی ہے لیکن دینی مسائل تو مل

کر خود علمائے کرام، مشائخ عظام اور ذی شعور مسلمانوں کو حل کرنے ہیں۔ جن کے عقائد خراب ہیں وہ تو خراب ہیں، شاید سمجھانے سے درست ہو جائیں لیکن جو عیسائی اور یہودیوں کو اچھا سمجھتے ہیں ان کو صحیح دین معلوم ہو جائے گا تو غلط عقائد سے توبہ کرلیں گے۔

درج ذیل اقتباس پڑھ کر فیصلہ کریں اور مسلمانوں کو بربادی اور غلط عقائد سے بچانے کی کوشش کریں۔

حوالہ: اخبار کا نام پاکستان آبزرور Pakistan Observer ہے
اور مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۹۲ء کا ہے
کالم نگار: ایس ایم مقبول الٰہی ہیں۔

(ترجمہ انگلش سے اردو): لاہور سے شائع ہونے والے ایک انتہائی با اثر اردو ماہانہ رسالہ نومبر ۱۹۹۲ء کے شمارے میں سنسنی خیز انکشاف کیا گیا ہے جو ایک خفیہ ادارے سے متعلق ہے جو اسلام کے خلاف شر انگیز کام میں مصروف ہے۔ یہ ادارہ ایک بہت بڑی عالیشان عمارت میں واقع ہے جو انسانی آبادی سے دور ہے۔ یہ عمارت گھنے جنگل کے وسط میں واقع ہے۔ اس کی حفاظت فوجی کرتے ہیں۔ اس عمارت میں داخلہ حکومت کی اجازت پر منحصر ہے جو کہ غیر معمولی حالات میں بہت ہی خاص اور معززو قابل اعتماد اشخاص کو دیا جاتا ہے۔ عمارت میں دورے کے درمیان کسی بھی قسم کے سوالات کرنے کی کوئی اجازت نہیں دی جاتی اور نہ ہی کسی قسم کے جوابات دیئے جاتے ہیں ماسوائے چند معلومات کے ....

عمارت کے سامنے والی بالکونی پار کرنے کے بعد کمرے دکھائی دیتے

ہیں۔ ہر ایک کمرہ مختلف سرگرمی کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ اور اساتذہ و طلباء انتہائی سنجیدہ مطالعہ میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جی ہاں یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے۔ بگر بظاہر انھوں نے عربی لباس پہنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کی طرح آپس میں ملتے جلتے ہیں اور بات چیت کرتے ہیں، گفتگو عربی اور انگریزی زبان میں کی جاتی ہے۔ یہ عمارت جس کا ذکر کیا گیا ہے برطانیہ میں واقع ہے۔ یہ تمام تفصیل ایک ایسے آدمی سے حاصل ہوئی ہیں جو کہ چھتاری کے نواب خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نواب چھتاری ماضی میں تقسیم ہند سے قبل یوپی کے گورنر رہ چکے ہیں۔ وہ شخص ان کمروں کی نشاندہی کرتا ہے جو کہ قرآن کی تجوید و تفسیر اور احادیث سکھانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ایک کمرے میں رسم و رواج کی مشقیں کرائی جاتی ہیں تو دوسرے کمرے میں شریعت کی اصطلاحات کی وضاحتیں کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک کمرے میں عملی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ یہ عمارت ایک اسلامی یونیورسٹی دکھائی دیتی ہے۔ ان ظاہری مسلمانوں کو جو درحقیقت عیسائی ہیں اس لئے تربیت دی جاتی ہے کہ وہ خلیج کی عرب ریاستوں میں جائیں اور وہاں مساجد، مدارس، کالجوں، اسکولوں اور دوسرے مذہبی اداروں میں بطور استاد مذہبی تعلیم دے سکیں۔ ان کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے عقائد پر ضرب لگانا ہے، عقائد پر بحث و مباحثہ کر کے شک وشبہ پیدا کرنا ہے۔ لیکن ان کا سب سے بڑا مقصد ختم المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں سے کم کرنا ہے کیوں کہ عیسائی مشینری کا یقین ہے کہ اسی طریقے سے ہی اسلام کو تباہ کر سکتے ہیں۔

یہ انکشاف بہت سے مسلمانوں کے لئے یقیناً ایک بہت بڑا دھچکا ہو گا۔ تاہم اس خبر نے مجھے دھچکا نہیں لگایا۔ کیونکہ میں عیسائی مشنری کی اس قسم کی اسلام دشمن سازشوں سے کسی حد تک باخبر ہوں۔ ہم میں کتنے ایسے ہیں جو ان مشرکین سے واقف ہیں، جن کی مذہب اسلام پر تحقیقات اور مضامین عقیدت سے پڑھتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ عیسائی نُما مسلمان ہیں۔ اور ان کا بھی کسی نہ کسی طریقے سے چرچ سے تعلق تھا۔ اِن منکرین نے اپنی تحقیقات کا دودھ کا پیالہ ہمیں پیش کیا۔ لیکن ان میں حضور ﷺ کی گستاخی کی اور آپ ﷺ کے مرتبہ کم کرنے کا تھوڑا سا زہر ملایا۔ وہ تحقیقاتی کتب ورسائل جو ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۵ء کے درمیان لکھے گئے ہیں ان کی فہرست ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کی ایک کاپی بادشاہی مسجد لاہور کے اوقاف ڈیپارٹمنٹ کے کتب خانہ میں دستیاب ہے۔ ایک اور فہرست، جو عربی زبان میں ہے، چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ کتابیں جو ۱۸۸۵ء سے آج تک لکھی گئی ہیں بہت زیادہ مفصل ہوں گی۔ میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں جو کچھ ڈاکٹر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

سادگی مسلم کی دیکھ
اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(حوالہ ماہنامہ فیض عالم بھاولپور، پاکستان، صفر المظفر ۱۴۱۸ھ، جون ۱۹۹۷ء، مقام اشاعت: جامعہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بھاولپور، جلد ۹، شمارہ ۱، صفحہ ۲ تا ۳)

اے مسلمانو! سوچو اور بار بار سوچو...... تم کدھر جا رہے ہو اور کیا کر رہے ہو؟ جس ذات گرامی نے تم کو درس توحید دیا۔ بتوں کے آگے سجدہ ریز ہونے سے بچا لیا۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کو بُرا نہ کہو اور نہ ان میں عیب تلاش کرو۔ بلکہ یہ سوچو کہ اللہ اور اسکے حبیب حضرت محمد رسول ﷺ کس طرح

راضی ہوں گے ،اور دین اسلام کو کیسے سر بلندی ہو گی۔اس بھلائی کو سوچو اور اس پر عمل کرو۔ آپ لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔اہل علم کی کثرت ہے۔ علماء کرام کا بڑا مقام ہے۔ تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ کس طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچایا گیا اور پہنچایا جارہا ہے۔ مسلمانوں میں اتحاد کی ضرورت ہے، نفاق کی نہیں۔

ہماری ساری کتابوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی طرح بندہ برائی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو اور ہدایت یافتہ ہو کر انعام یافتہ ہو جائے۔ دنیا میں ہر علم کا استاد ہوتا ہے۔ سائنس مادی چیز ہے۔ مادی چیز کے تجربات اور مشاہدات کا نام سائنس ہے۔ اسکو مسلم اور غیر مسلم کوئی بھی تعلیم یافتہ حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر کوشش کرے گا اتنی زیادہ کامیابی ہو گی۔ اسلام کسی قسم کی ترقی کو نہیں روکتا بلکہ دعوت فکر دیتا ہے۔ یہ کائنات بنائی ہی انسانوں کے لیے ہے۔ چاند، سورج تو معمولی بات ہے اگر عرش پر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بلا کر دکھادیا۔ سائنسدان گذشتہ اور آئندہ آنے والے لاکھوں اور کروڑوں سالوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس غریب کو یہ علم نہیں وہ سو سال پہلے کہاں تھا اور سو سال بعد کہاں ہو گا! کائنات کی تسخیر کوئی بات نہیں، حضور ﷺ کا تو بڑا مقام ہے، یہ اولیاء اللہ کے علم کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دراصل بندہ کو اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنا چاہیے جو اس کا خالق و مالک ہے اور قلب میں خود موجود ہے۔ نماز انہماک، لگن اور خصوع و خشوع سے ادا کرو اور اس کی ادائیگی کے وقت یہ خیال کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ کر سکو تو کم سے کم یہ سوچو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو بتایا اور ان کے ذریعے یہ علم من و عن اولیاء اللہ کے پاس موجود ہے۔ سارے سائنسدانوں کو ہزاروں بار پیدا کیا جائے تب بھی اللہ کا عرفان حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ علم غیر مسلموں کے لئے نہیں

ہے۔ مسلمانوں میں بھی ان کو ملتا ہے جو مشائخ سے بیعت ہو کر ان کی تربیت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ عبادت پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم پر ہے۔ وہ دل میں خود موجود ہے اور جس کی نیت میں خلوص اور محبت پاتا ہے اسکو اپنا عرفان کرا دیتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے تاریخ اور حالت پڑھ کر رونا نہیں ہے۔ اب مسلمانوں پر خاص کر علماء کرام اور اولیاء اللہ پر جو تنقیدیں کی جاتی ہیں، ان میں عیب تلاش کیے جاتے ہیں، یہ غلط روش اور خراب عادتیں ہیں۔ ایسے عقائد سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہو گا۔ اہل علم کے سامنے تاریخ اور حالات موجود ہیں۔ غیر مسلموں نے مسلمانوں میں منافقوں کے ذریعے انتشار پیدا کیا اور پھوٹ پیدا کی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ہم مختلف عقائد اور گروہوں میں بٹ گئے۔ اب جو اہل علم اور علماء کرام اپنی تحریروں میں حضور ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ پر نکتہ چینی کرتے ہیں وہ ایسا نہ کریں۔ جہاں تک ہو سکے ان کے اوصاف بیان کریں تاکہ آنے والی نسل انسانی اس نفاق سے محفوظ رہے اور مسلمانوں کی عظمت دیکھ کر غیر مسلم اسلام قبول کریں۔ ایسے طور طریقے پر عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بتائیں کہ وہ ایسا کریں۔

ہماری کتابوں کا جن لوگوں نے مطالعہ کیا ہے ان کو معلوم ہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ بھٹکا ہوا انسان کسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔ اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے تاکے یہ مقبول ہو کر ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنا انعام واکرام کرے اور یہ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جائیں۔ ہم نے اپنی کتابوں میں اس قسم کے مضامین زیادہ دیئے ہیں اور بعض بعض جگہ تو انہیں بار بار زیر بحث لائے ہیں تاکہ اس اہم مضمون کو ذہن قبول کر لے۔ بھول کر نہیں بلکہ قصداً ایسا کیا ہے اور اب بھی یہی نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو کر ہدایت یافتہ

اور انعام یافتہ ہونے والے جو اس راہ پر گامزن ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونا چاہتے ہیں، ان کی صحیح رہنمائی ہو سکے۔ جہاں تک ہو سکا سمجھانے کی کوشش کی ہے، اگر پھر بھی کوئی مضمون تشنہ نظر آتا ہو تو اپنے مرشد سے یا کسی قریبی شیخ سے تشریح کرا لیں۔ یہ تمام مضامین بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے کے لئے ہیں اس لئے نہایت ذمہ داری سے سپرد قلم کیے گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص ہے جو اس نے حضور ﷺ کے صدقے اور مرشد کی دعاؤں سے عطا کی ہے۔

اس سے قبل ہماری درج ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں :

ایصال ثواب - قوالی کی اہمیت وافادیت - طریقہ عرفانِ الٰہی

حقیقتِ سماع - حقائق تصوف - شہنشاہ کونین اور

شانِ اولیاء اللہ.

یہ کیسی ہیں ؟ اس کا فیصلہ ہر ذی علم پڑھنے کے بعد خود کرے گا۔

فقط

خاکپائے مرشد

صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ

جمعرات ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

مطابق ۴ رجب ۱۴۲۰ھ

تعارف

اللہ تعالیٰ کے لیے ساری حمد و ثناء اور تعریفیں ہیں جس نے اپنے بندوں کی رہبری اور اپنی معرفت (پہچان) کے لیے پیارے محبوب سرورِ کائنات شہنشاہِ کونین رحمتِ دو جہاں سرکار نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیجا اور ان کو اس قدر اپنی ذات و صفات سے متصف کیا کہ یہ ذات الٰہی صفات الٰہی کے مظہر ہو گئے۔ جیسے رؤف الرحیم، رحمت العالمین، غفور الرحیم وغیرہ۔ لہذا ہم کو سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی بھی کرنی ہے جیسا کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین نے کی، ان کے بعد اولیاء کرام، مشائخ عظام و پیران سلاسل تواتر سے کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ (انشاء اللہ) تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ اسی اتباع کرنے والوں میں ایک نام ہمارے دادا پیر۔ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، خواجہ خواجگان، سلطان الاولیاء والعارفین والعاشقین قطبِ زمان غوثِ دوراں وارثِ علوم النبیین فانی فی الذات سبحانی اعلیٰ حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا ہے۔ آپ کی جائے پیدائش قصبہ آنولہ، ضلع بانس بریلی، یوپی، ہندوستان ہے۔ آپ کے والد بزرگوار وہاں کے رئیس تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی لگاؤ بھی بہت زیادہ تھا۔ اسی دینی لگاؤ اور رجحان کی بدولت آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا شدید جذبہ اور جستجو معرفت الٰہی پیدا ہوئی۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ترجمہ: جو لوگ ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کی یقیناً رہنمائی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں کرم نوازی فرمائی اور خواجہ خواجگان جناب عالی مرتبت خواجہ محمد حسن علی[1] شاہ صاحب قادری چشتی نقشبندی ابو العلائی جہانگیری کے دستِ حق پرست پر بیعت کی توفیق عطا ہوئی۔ جس طرح جوہری کے جواہرات تو بہت ہوتے ہیں لیکن ان جواہرات میں کوئی نہ کوئی زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ فضل الٰہی اور تربیت و توجہ مرشد سے گلستان خواجہ محمد حسن علی شاہ صاحب میں حضرت خواجہ محمد یعقوب علیؒ شاہ صاحب دادا پیر اپنی مثال آپ تھے، یہ سب باتیں اہل طریقت پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

مرشد نے جب آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا تو آپ نے مختلف مقامات کے علاوہ بمبئی میں خصوصیت سے سلسلے کا کام شروع کیا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد آپ کو مرشد نے حکم دیا کہ پاکستان میں جا کر دین کا کام شروع کریں۔ حکم مرشد کی فوری تعمیل کی اور پاکستان کے شہر سکھر میں تشریف لائے۔ آپ نے کچھ عرصے بعد بکرا پیڑی کراچی میں سکونت اختیار کی۔ جب آپ کے سلسلے کو وسعت ہوئی تو آپ نے حسن مجتبیٰ ٹاؤن کی ملیر ہالٹ رفاع عام سوسائٹی کراچی میں آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ ابو العلائیہ حسینیہ کی بنیاد رکھی اور یہاں سے اپنے کثیر تعداد میں مریدوں اور خلفاء حضرات کو، جو ہندو پاک میں تھے، تعلیم و معرفت الٰہی سے فیض یاب کرتے رہے۔

آپ سنت رسول ﷺ کے پابند تھے۔ آپ کی عظمت و بزرگی کا پتہ آپ کے مریدوں، خلفاء اور عقیدت مندوں سے چلتا ہے کیوں کہ جو بھی آپ کی صحبت یا فیض میں ہوتا سنت رسول ﷺ کا پابند ہو جاتا۔ آپ کسی سے بھی نبی کی سنت کے لیے اصرار نہیں کرتے، لیکن وہ آپ کی صحبت اور سنت رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کی جانب مائل ہو جاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی عبادت اور ذکر خوب کرو اور اسقدر کرو کہ اللہ کا رنگ یعنی محبت تم پر غالب آجائے۔ پھر جو

[1] آپ کا صحیح نام محمد حسین تھا لیکن محمد حسن کے نام سے معروف ہوئے۔ مذکورہ بالا نام "علی" زائد ہے۔

تمھاری صحبت میں ہوگا وہ خود بخود پیروی رسول ﷺ اور عبادت الٰہی کی طرف مشغول ہو جائے گا۔

حدیث شریف : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

میں جس بندے سے محبت کرتا ہوں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق)

اعلیٰ حضرت قبلہ دادا پیر صوفی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کی اسی اتباع و پیروی رسول ﷺ کی وجہ سے یعقوبیہ سلسلہ پاکستان و ہندوستان میں عروج بام پر ہے۔ اعلیٰ حضرت دادا پیر نے اپنے خلفاؤں میں سے خواجہ بزرگ پیرو مرشدؒ صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب کو اپنا خلیفہ مجاز اور اپنا مسند نشین مقرر فرمایا اور سلسلہ خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد کے سپرد کیا۔

دادا پیر اعلیٰ حضرت صوفی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز اس دنیائے فانی سے ۲۶ دسمبر (گیارہ ذالحجہ) ۱۹۷۴ء بوقت ۱۱ بجے شب کو پردہ فرما گئے۔ آپ کا مزار اقدس آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ حسینیہ ملیر ہالٹ رفاع عام سوسائٹی، حسن مجتبیٰ ٹاؤن ملیر، کراچی میں واقع ہے۔ اور ہر سال آپ کا عرس ذالحجہ کی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ کو مزار اقدس پر منعقد ہوتا ہے۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد پیرِ طریقت رہبرِ شریعت اعلیٰ حضرت سلطان العارفین انوارِ ولایت صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب ہندوستان کے ضلع الہ آباد تحصیل سراتھو ڈاکخانہ کڑا مقام اسماعیل پور میں پیدا ہوئے۔ خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد

کو شروع ہی سے دینی لگاؤ بہت زیادہ تھا۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ جستجو الٰہی میں مصروف رہتے اور ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ نے قبلہ پیر طریقت وارث علوم النبین فانی فالذات سبحانی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور احکام الٰہی اور سنت رسول ﷺ کے پابند ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کی اتباع اور پیروی فرما کر عارف باللہ اور صاحب ارشاد ہو گئے (یعنی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے)۔ پیر و مرشد نے اپنی خصوصی کرم نوازی اور نظر عنایت فرمائی اور اپنا خلیفہ مجاز مسند نشین مقرر فرمایا۔ قبلہ و پیر و مرشد دادا پیر خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ صاحب نے گلشن یعقوبیہ کو مزید تقویت بخشی اور سلسلۂ یعقوبیہ میں چار چاند لگا دیئے۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد ۱۹۶۳ء سے رشد و ہدایت پر مامور ہیں اور آج برصغیر میں آپ کے ہزاروں مریدین اور معتقدین آپ کے نورانی اور روحانی علم سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور راہ سلوک میں علم و معرفت کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ خواجہ پیر طریقت کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۵ء سے شعبۂ طب میں بھی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنی ذات گرامی میں واحد و یکتا ہیں اور زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور خداداد ذہانت اور عظیم روحانی استعداد کی بدولت علم شریعت و طریقت میں عظیم بلند و بالا مقام رکھتے ہیں اور روحانی مدراج شیخ کامل واکمل کے رتبے پر فائز ہو کر خلق خدا کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کو سلسلۂ یعقوبیہ میں تالیف و تصنیف کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد علم معرفت و طریقت کی خدمت کتابوں کے ذریعے بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اب تک مندرجہ ذیل تصانیف رقم فرمائی ہیں:

۱۔ ایصالِ ثواب	۲۔ قوالی کی اہمیت وافادیت
۳۔ طریقہ عرفان الٰہی	۴۔ حقیقتِ سماع
۵۔ حقائق تصوف	۶۔ شہنشاہِ کونین
۷۔ شانِ اولیاء	۸۔ دین کامل (زیر نظر کتاب)

یہ وہ کتابیں ہیں جو اس دور کی نایاب کتب ہیں۔ اس کا اندازہ ہر ذی علم شخص کو پڑھنے کے بعد ہو جائے گا کہ یہ کتابیں دور حاضر میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر موضوع اور مسائل پر آپ کی تحقیقات جاری و ساری ہیں۔ ان کتابوں سے آپ کے مریدوں، خلفاؤں اور معتقدین کو بہت فیض حاصل ہو رہا ہے اور اہل ذوق حضرات بھی ان کتابوں سے استفادہ فرما رہے ہیں۔

خواجہ بزرگ پیر و مرشد کے اجازت یافتہ خلفاء پاکستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں خلق خدا کو راہِ سلوک میں معرفتِ الٰہی، شریعت و طریقت اور سنتِ نبی کریم ﷺ سے روشناس کر رہے ہیں اور آپ کے فیض سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور کر رہے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم و عنایت ہے کہ یہ سلسلہ جو قیام پاکستان کے ساتھ پاکستان پہنچا یعنی ۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک اس سلسلے کے افراد ملک کے کونے کونے میں خلق خدا کو علم شریعت و علم معرفت کی تعلیم دے رہے ہیں اور اس وقت اس سلسلے کی چوتھی پشت پاکستان میں دین کے کام میں مصروف عمل ہے۔ یہاں قرآن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ عصر حاضر میں حضرت صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ صاحب کے دستِ حق پر بیعت کرنے اور ان کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو سمجھنے کا موقع ملا۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور آسمانی کتب و صحائف میں وہ آخری کتاب ہے جو مستند طریقے سے ہم تک پہنچی اور اپنی اصل شکل میں آج بھی ہم میں موجود

ہے۔ قرآن کے سوا دوسری آسمانی کتابوں میں بہت کچھ تحریف ہو چکی ہیں اس لئے جس پر پورا بھروسا کیا جاسکتا ہے اور جس کو انسان اپنی زندگی میں رہنما بنا سکتا ہے وہ صرف اور صرف قرآن مجید ہے۔ کیونکہ قرآن کلامِ ربِ العالمین ہے، قرآن زبانِ رحمۃ اللعالمین ہے، قرآن نعت مصطفیٰ ﷺ ہے، قرآن مومن کے دل کی دھڑکن ہے، قرآن ایمان کی جان ہے، قرآن سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب ہے۔ قرآن کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی اور قرآن کا حکم تا قیامت جاری رہے گا۔ قرآن کے احکام عین فطرت کے مطابق ہیں۔ قرآن پوری انسانیت کے لئے کامل نظام ہے، قرآن بحرِ بے کراں ہے، قرآن میں شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اور پوشیدہ چیزوں کے ذخائر ہیں۔

قرآن کا قانون انسانیت کے لئے واجب العمل ہے۔ قرآن کی ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے۔ قرآن کے ترجمہ میں من مانی کرنے والا بد ترین خائن ہے۔ قرآن کا دیکھنا ثواب، پڑھنا عبادت، رکھنا برکت اور عمل کرنا ذریعہ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ یَّھدِ اللّٰہَ فَھُوَ المُھتَدِ وَمَنْ یُّضلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا

ترجمہ: (یہ حقیقت ہے) جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کردے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ کوئی مرشد۔

(پارہ ۱۵، سورۃ کہف، آیت ۱۷)

اب بات کتنی واضح اور روشن ہوگئی کہ جسے اللہ ہدایت دیتا ہے اس کے لئے ولی بھی ہے اور مرشد بھی ہے

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱)

اناسٍ کے معنی انسانوں کے گروہ کے ہیں اور "امام" سے مراد یعنی مرشد کے

پیشوا ہیں۔ یہ اس دن کی یاد دہانی فرمائی ہے جس دن سزا اور جزا کی خدائی عدالت قائم ہو گی۔ فرمایا "اس دن ہم ہر گروہ کو ان کے پیشواؤں یعنی مرشدوں کے ساتھ اپنے حضور حاضر ہونے کا حکم دیں گے۔ نیک بھی اپنے صالح پیشواؤں یعنی مرشدوں کے ساتھ حاضر ہوں گے اور اشرار و مفسدین بھی اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے۔ اب تو بات مکمل اور خوب اچھی طرح ہماری سمجھ میں آ رہی ہے۔ جب ہمارا کوئی مرشد یعنی شیخ ہی نہیں ہو گا تو ہم خود فیصلہ کر لیں کہ کس کے ساتھ بلائے جائیں گے؟ اور اسکے بعد پھر وہ ہم کو یاد دہانی کرا رہا ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ

ترجمہ: اور ہم نے زبور میں یاد دہانی کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث صالح بندے ہوں گے۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۵

اب صالح بندے بننے کے لیے اپنے محلے، شہر یا دوسرے کسی شہر میں اللہ کے ولی اور مرشد کامل کی تلاش کریں اور ان سے بیعت ہو جائیں اور پھر مرشد یعنی شیخ آپ کو تعلیم دے گا۔ اس پر عمل کر کے اللہ کا مقرب، نیک و صالح بندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرفان اس علم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جس نے میرے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ سورۃ نور میں اللہ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے صالح اعمال کیے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انکو زمین میں خلافت بخشے گا جسطرح اس نے ان لوگوں کو خلافت بخشی جو ان سے پہلے گزرے۔

پارہ ۱۸، سورۃ نور، آیت ۵۵

اب یہاں کونسی خلافت کی بات ہو رہی ہے؟ اس کو سمجھئے اور اس پر عمل کیجئے۔ تمام ذی علم حضرات کو معلوم ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کرامؓ ہوئے ہیں۔ ان میں سے چار کو انعام یافتہ قرار دے دیا گیا یعنی خلفاء راشدین۔ یہ سلسلہ وہاں موقوف نہیں ہوا بلکہ مشائخ عظام، پیران عظام کے ہاں ہر ایک سے بیعت کرتے چلے آرہے ہیں، جسکا ثبوت درج ذیل حدیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء لوگوں پر حکمرانی کرتے تھے اور ایک کے بعد دوسرا نبی ان کا خلیفہ ہوتا تھا لیکن یاد رکھو میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں عنقریب خلفاء ہونگے اور کثرت سے ہونگے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا۔ (حوالہ: بخاری شریف جلد دوئم کتاب الانبیاء)

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ہمارے پیر و مرشد کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور ان کا فیض تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ اور ہمیں اپنے پیر و مرشد سے مضبوط سے مضبوط تر نسبت اور تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما توفیق الا اللہ

سگِ میراں

صوفی صدیقی سیف الدین بابر غفاری

۳ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ، ۶ جولائی ۲۰۰۰ء

اللہ جل شانہ،

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اللہ حیّ قیوم نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اپنا وسیلہ یعنی ذریعہ بنایا کہ میرے بندوں کو بتاؤ کہ میں "اللہ" ہوں اور تم میرے "رسول" ہو۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے پناہ محبت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک، ہر قوم(۱) اور ہر زبان(۱) کے جاننے والوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ جس نے انبیاء کرام کی دل سے اطاعت کی اور انبیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے پر عبادت کی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اطاعت یعنی پیروی نبی کی وجہ سے مقبول ہو گیا اور جس نے نبی کی اطاعت کا انکار کیا یعنی نبی کو نہیں مانا وہ نبی کا انکار کرنے والا یعنی کافر ہو گیا۔ اللہ کی موجودگی کا ثبوت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہیں۔ اب اتنی کثیر شہادتوں کو نہ ماننے اور اللہ کی ذات کا انکار کرنے والے لوگوں کی بات کو مت مانو۔ سورج آسمان پر چمک رہا ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے، اگر کسی کو روشن سورج نظر نہ آئے تو سورج کا قصور نہیں ہے بلکہ جس کو دکھائی نہیں دیتا اس کی عقل اور نظر کا قصور اور فتور ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ اس کو ایک ماننا توحید ہے اور رسول پر ایمان لانا، دل و جان سے رسول کو چاہنا اور اطاعت رسول کرنا توحید کا ثبوت ہے۔

(۱) "اور ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے۔" پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۴۷۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ہے۔" (تفسیر نعیمی، جلد و پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴، صفحہ ۴۴۲)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں لوح و قلم کا ذکر کیا ہے۔ کہیں عقل کا ذکر کیا ہے، کہیں علم یا کسی شے کا ذکر ہے۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ نام کچھ بھی ہو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور یعنی نور خاص سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا۔

(حوالہ کتاب سرالاسرار، مقدمہ ابتداء خلق، صفحہ ۱۳۔۱۴۔۱۵)

۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اے جابرؓ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے۔

(حوالہ کتاب بارہ تقریریں، ماہ ربیع الاول، صفحہ ۱۳۳)

۳۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا۔ جبکہ آدم (حضرت آدم علیہ السلام) اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔

(حوالہ شرح مشکوٰۃ شریف، جلد ۸، صفحہ ۲۱)

۴۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ "اے محبوب ! ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔"

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹)

۵۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ : "اے محبوب ! آپ ﷺ فرمائیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

(پارہ ۹، سورۃ اعراف، آیت ۱۵۸)

۶۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ "اے حبیب ! آپ ﷺ ہر قوم کے لئے ہادی ہیں۔" (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۷، ترجمہ تفسیر روح البیان، جلد ۱۳، صفحہ ۵۶، اور تفسیر ضیاء القرآن، جلد دوم، صفحہ ۴۷۵)

۷۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ "وہ اللہ ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کردے اسے تمام دینوں پر اور رسول کی صداقت پر۔ اللہ کی گواہی کافی ہے۔"

(پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۸)

۸۔ حدیث شریف : حضور ﷺ نے فرمایا کہ دوسرے نبی خاص قوموں کی جانب مبعوث ہوئے ہیں اور میں تمام انسانوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے۔"

(بخاری شریف، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، باب ۲۹۷، حدیث ۴۲۲، صفحہ ۲۴۲)

۹۔ حدیث شریف : حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔

(حوالہ مسلم و مشکوٰۃ اور کتاب فی علم الرسول، صفحہ ۶۵)

آپ ﷺ قرآن ناطق ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ افضل الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اسی لئے رسولِ کائنات، رحمتِ عالم نے صحابہ کرام کو قرآن شریف اور قرآن شریف کی ہر ہر آیت و الفاظ تک سمجھا دیئے اور عمل کر کے دکھایا تاکہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کے ذریعہ قیامت تک ہونے والے مسلمانوں کو آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت یعنی علم و عمل من و عن ملے۔ اسی لئے حکم الٰہی کے تحت خلفاء راشدین کو اس کام پر مامور کیا جس کا ذکر کسی اور عنوان میں کر دیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی دور رس نظروں نے قیامت تک ہونے والے فتنوں کو دیکھا اور

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان فتنوں سے بھی آگاہ فرمادیا جن کا تذکرہ حدیث شریف کی کتابوں میں موجود ہے۔ حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیس کے قریب کاذب (جھوٹے) ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ ”میں اللہ کا رسول ہوں“

(بخاری شریف، جلد دوم، کتاب الانبیاء اور جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر ۱۹۹۴، صفحہ ۷۳۵)۔

حضور ﷺ کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں۔ قرآن شریف جو نازل ہو رہا تھا جب اس کی تکمیل ہو گئی تو حضور ﷺ نے خود ہی جس طرح لوح محفوظ پر قرآن شریف تحریر ہے اسی ترتیب سے سارے صحابہ کرام کو قرآن شریف سمجھادیا اور کئی سو صحابہ کرام کو قرآن شریف زبانی حفظ کرادیا تو اس بات کا بین ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بعینہٖ مسلمانوں کے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ کرم کیا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں چاروں خلفاء راشدین نے اپنی زیر نگرانی میں اچھے اچھے حافظوں کو بلا کر قرآن شریف کو کتابی شکل میں مرتب کرادیا۔ قرآن شریف چاروں خلفاء راشدین کی زیر نگرانی کتابی شکل میں مرتب ہو گیا جو قرآن شریف کی حفاظت اور صداقت کا بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کی کتابت کرا کے ہر صوبے کے گورنروں کے پاس بھجوادیا تاکہ وہاں کے مسلمان قرآن شریف پر عمل کریں اور استفادہ حاصل کریں اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اعلان کر دیا کہ جس کے پاس قرآن شریف کسی کاغذ یا کسی بھی چیز پر تحریر ہے وہ جمع کر جائے کیوں کہ اب قرآن شریف کتابی شکل میں مرتب ہو گیا ہے۔ جب وہ سب جمع ہو گیا تو آپ نے کاغذ، کھال یا دیگر چیزوں پر لکھے ہوئے کلام الٰہی کو محفوظ کر دیا تاکہ آئندہ کوئی بھی یہ نہ کہہ سکے کہ

میرا نسخہ قرآن صحیح ہے۔ پھر آپ نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح قرآن شریف کی کتابت کرا کے تمام صوبوں میں جو نئے فتح ہوئے تھے ان کے گورنروں کے پاس بھجوا دیئے چونکہ حضور ﷺ نے قرآن شریف پر عمل کر کے علمی اور عملی طور پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کو تربیت دی اور جو قرآن شریف کی تشریح فرمائی اور خلوص و محبت سے صحابہ کرام کو دین سمجھایا اور مکمل سمجھایا اور صحابہ کرام حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے قرآن شریف اور حدیث شریف کے ماہر ہوگئے تھے۔ ان سب کو حضور ﷺ سے یہ علم براہ راست ملا۔ اسی لئے یہ حضور ﷺ کے علم و عمل کے وارث ہیں، یہ عالم دین ہیں، یہ فقیہہ محدث ہیں۔ علم و عمل کا جو بڑے سے بڑا مقام یعنی منصب ہے اس منصب پر صحابۂ کرام کو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دل و جان سے اطاعت کرنے کی وجہ سے فائز کیا اور وہ بلند و بالا مقام عطا فرمایا جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے۔ یعنی صحابۂ کرام کا مقام انبیاء کرام کے بعد ہے کیوں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں جہاں بھی نبوت و رسالت کے بعد کسی بلند و بالا مقام یعنی منصب کا ذکر ہے اس کی صف اول میں صحابۂ کرام ہی ہیں اور صحابۂ کرام میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

یہی وہ خوش نصیب ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درودیں ہیں۔ جن پر ان کے رب کی طرف سے طرح طرح کی نوازشیں ہیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔

(پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۷)

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر
جنہیں اس نے چن لیا ہے۔ (پارہ ۱۹، سورۃ النحل، آیت ۵۹)

حدیث شریف :

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کیا ہے۔ سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ۔ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر فرمایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔

(کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵ صفحہ ۴۲، ۴۲۲)

حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ (صحابہ کرام) مثل ستاروں کے ہیں (انجم ہیں)۔ تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵، صفحہ ۴۲۰)

غرض یہ کہ حضور ﷺ کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جو انبیاء و رسل کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہیں۔ ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ یہ بڑے خوش نصیب ہیں۔ صحابی رسول ہیں۔ صدیقین یعنی اولیاء اللہ بھی ہیں اور عالم دین بھی ہیں یعنی حضور ﷺ کے علم کے وارث ہیں اور ہدایت یافتہ اور انعام عافتہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی وجہ سے ان کو یہ بلند و بالا درجات عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نوازشیں اور انعام و کرام ان کے لیے ہیں۔ حضور ﷺ کا مقام تو بہت ہی بلند و بالا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے آل صحابہ کرام، اصحاب صفہ، عشرہ و مبشرہ اور خلفاء راشدین کا تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ مقام ہے۔ اس لئے صحابہ کرام بالخصوص

خلفاء راشدین میں عیب یا نقص نہ تلاش کریں کیوں کہ ان کی تعلیم و تربیت حضور ﷺ نے خود فرمائی ہے۔ یہ صحابی رسولؐ ہیں۔

حدیث شریف :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔

(بخاری شریف، کتاب الرق، حدیث ۱۴۲۲، صفحہ ۵۱۲)

جو اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ جو حضور ﷺ سے دشمنی رکھے، صحابہ کرامؓ سے اور اہل بیت سے دشمنی رکھے یا ان میں عیب تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ آدمی کب مقبول ہوگا؟ جو اولیاء اللہ کا دشمن اور صحابہ کرام کا دشمن وہی رسول اللہ اور اللہ کا دشمن ہے۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کا دشمن ہے وہ کیا ہے؟ خود ہی فیصلہ کریں۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو دحی بھیجی اس میں ہے کہ

اگر مخلوق کو میرے اولیاء کاملین کی شان معلوم ہو جائے تو لوگ ان کے قدم چومیں۔ بلکہ قدموں کی خاک ہونے کی آرزو کریں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اولیاء سے زیادہ اور کوئی عزیز نہیں۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ان سے بزرگ تر میرے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ جہنم میں نے ان کے دشمنوں کے لیے بنائی ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو دوزخ میں بھر دوں گا۔

(حوالہ تفسیر روح البیان، پارہ ۲۲، صفحہ ۲۲۴)

حضور ﷺ کی امت افضل تو حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ یقیناً افضل۔ حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کے بغیر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب نہیں ہوتا ہے۔

مغز قرآں روح ایماں جان دیں ہست حب رحمت العالمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو برہان بتایا ہے۔ (پارہ ٦، سورۃ النساء، آیت ۱۷۵) برہان یعنی پختہ دلیل، ایسی پختہ دلیل جس کا کوئی انکار نہیں کر سکے۔ جس طرح ہر نبی اللہ تعالیٰ کی برہان ہوئے ہیں۔

جس نے نبی پر ایمان لانے سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ دنیا میں ہر بیٹا اپنے باپ کی دلیل ہے۔ ایک شخص اپنا کپڑا سینے کو دے۔ سلا ہوا کپڑا نمونہ کے خلاف ہو۔ تو جس نے کپڑا سلایا ہے وہ اس کو پسند نہیں کریگا۔ زیادہ خرابی کی شکل میں واپس کر دیگا۔ کیوں کہ سلا ہوا کپڑا اس کے بتلائے ہوئے نمونہ کے خلاف ہے۔ اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں ہو گی۔ وہ اس کو پسند نہیں کرتا اور بعض اوقات انکار کر جاتا ہے، بعض وقت ناراض ہو جاتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کو اپنی برہان یعنی پختہ دلیل یعنی ثبوت بنایا۔ جس کو بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب بننا ہے، اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو چاہنا ہے تو اس کو ثبوت دینا ہو گا یعنی دل و جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنا ہو گا اور ان کی اطاعت کرنی ہو گی۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ابلیس کرتا تھا اور اب بھی کر رہا ہے اور سب اہل کتاب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں میں اختلاف کیوں؟ عبادت دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میرے حبیب کی اطاعت کرو اور دل و جان سے ان کو چاہو، ان سے محبت کرو حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ یہی ایمان خالص ہے اور یہی توحید خالص یعنی توحید پرستی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو چاہتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ہونا چاہتا ہے وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو چاہے۔ ان کی اطاعت کرے۔ دور حاضر میں اس کی تکمیل اطاعت مرشد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کے سارے اولیاء اللہ ہیں۔

ایمان

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

اے حبیب ﷺ فرمائیں اگر تمہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو ، زیادہ پیارے ہوں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۲۴، ترجمہ تفسیر نعیمی و تفسیر ضیاء القرآن)

حدیث شریف :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین و اولاد اور دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(بخاری شریف، جلد اول، کتاب الایمان باب ۸، حدیث ۱۴)

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس سے ملاقات پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لاؤ اور اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور فرض ، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

(شرح مسلم شریف، جلد اول، دوسرا ایڈیشن، کتاب الایمان، صفحہ ۲۵۱)

مندرجہ بالا قرآن شریف کی آیت اور حدیث شریف سے بات واضح ہوگئی کہ ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ حضور ﷺ کے ہم سب امتی ہیں۔ اس لئے دل و جان سے حضور ﷺ کو چاہنا ہے اور ان پر ایمان لانا ہے جیسا کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام اس کا بعین ثبوت ہیں۔ ان کو جو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور ساری دنیا میں عزت و شرف ملا وہ حضور ﷺ کو دل و جان سے چاہنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ملا۔ جن کے دلوں میں محبت رسول نہیں تھی اور جن کے دلوں میں نفاق تھا وہ منافق ہوگئے اور منافق کہلائے او جنہوں نے حضور ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے سے انکار کیا وہ انکار کرنے والے یعنی کافر ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو اس قدر چاہتا ہے کہ ساری کائنات اُنہی کے نور سے بنائی اور اُنہی کی خاطر بنائی (اس کے لئے ہماری کتاب ''شہنشاہ کونین'' کا مطالعہ کریں)۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت ابلیس پہلے بھی کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود و ملعون ہوگیا۔

انبیاء کرام کے ماننے والے سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سارے ادیان اور مذاہب کو منسوخ کردیا۔ اب صرف اور صرف حضرت ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا ہے یعنی حضور ﷺ پر ایمان لانا ہے اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

''اسلام کے علاوہ اور کوئی دین تلاش کرے گا تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

(پارہ ۳، سورۃ آلِ عمران، آیت ۸۵)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

(پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۳)

حدیث شریف:

حضور ﷺ نے فرمایا بیشک بنی اسرائیل میں بہتر فرقے بن گئے تھے۔ اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے اور وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک فرقہ صحیح ہوگا۔

حضور ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ صحیح فرقہ یعنی صحیح لوگوں کی کیا پہچان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس پر میں آج کے دن ہوں اور میرے اصحاب۔

(کتاب الشفاء دوسرا قسم، باب اول، فصل دوم، صفحہ ۲۷۳)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک فرقہ (ملت) کے سب دوزخی ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کونسا فرقہ (ملت) صحیح ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اول، باب الاعتصام، صفحہ ۱۷۰)

دراصل صحابہ کرام سے زیادہ حضور ﷺ کو دل و جان سے چاہنے والا اور کوئی نہیں، جنہوں نے حضور ﷺ کیلئے جان و مال اور سب کچھ قربان کر دیا اور دین و ایمان حضور ﷺ کی محبت کو قرار دیا۔ اسی لئے انبیاء و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا ہے۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ کو دل و جان سے زیادہ چاہنے والے ہیں اور ان کی متاع ایمانی حضور ﷺ سے محبت و عشق ہے اور حضور ﷺ سے محبت

و عشق (شدید محبت کو یعنی بے پناہ محبت کو عشق کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں تو اس سے محبت و عشق کیسا! جب سامنے موجود نہیں تو اس کی اطاعت کیسی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اتم یعنی مظہر اعلیٰ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ حضور ﷺ کی محبت ہی میری محبت ہے اسی لئے جس نے اطاعت رسول ﷺ کی ہے اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عبادتِ الٰہی کی ہے وہی اللہ کا مقبول و محبوب ہوا۔ حضور ﷺ سے صحابہ کرام کو سارے علوم براہ راست ملے۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ان پر حضور ﷺ نے عمل کر کے صحابہ کرام کو دکھادیا تو اسی لئے صحابہ کرام کو یہ سب علوم علمی اور عملی طور پر ملے۔ جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام حضور ﷺ کے علم کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ و رسول سے راضی۔ یہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں بلکہ اولیاء اللہ کی صف اول میں ہیں، یہ عالمِ دین ہیں، یہ فقیہ محدث ہیں، یہ ہدایت یافتہ و انعام یافتہ ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی بارگاہ میں صدیق اور شہید ہیں اور ان کے لئے (خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے۔

(پارہ ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۹)

دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو مالک خوش ہو کر انعام دیتا ہے اور جس کو انعام ملتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اور گھر والے بھی خوش ہوتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی وجہ سے انعام عطا کرے تو وہ کس قدر خوش نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک و خالق ہے جس کو جو انعام و اکرام

چاہے عطا کرے۔ لیکن سب انعام و کرام جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتا ہے وہ صرف ان لوگوں کو ملتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو دل و جان سے چاہتے ہیں اور نہایت ہی خلوص و محبت سے اطاعتِ رسول اللہ ﷺ کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین (یعنی اولیاء کرام) اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ﷺ کو صحابہ کرام سے زیادہ چاہنے والا اور کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے زیادہ مقبول اور محبوب کوئی نہیں اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ اور کوئی نہیں اور ان سب میں افضل خلفاء راشدین ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اول، باب الاحتصام، صفحہ ۱۷۲)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

قرآن شریف پورا حضور ﷺ کی عظمت کا ثبوت ہے اور اس کی شہادت اللہ تعالیٰ خود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ ﷺ کو معراج میں بلایا تو سارے انبیاء کرام نے آپ ﷺ کو اپنا امام بنایا اور خود مقتدی بنے۔ اس سے بڑا ثبوت کیا ہے کہ سارے انبیاء کرام نے ان کو افضل مانا۔ کیوں کہ حضور ﷺ افضل الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ آسمان پر تشریف لے گئے تو سارے انبیاء کرام اور فرشتوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں اپنے اپنے مقام پر موجود تھے۔

حوالہ :

حضرت کعب الاحبار سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ 'اے فرزند، تم میرے بعد خلیفہ ہو۔ اور جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو اس کے ساتھ نام حضرت محمد ﷺ کا ذکر کیا کرو۔ کیونکہ میں نے ان کا نام عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ پھر تمام آسمانوں میں پھر کر دیکھا تو وہاں کوئی محل، کوئی بر آمدہ، کوئی بالاخانہ ایسا نہیں دیکھا جس پر محمد ﷺ نہ لکھا ہوا ہو۔ تمام حوروں کے سینوں پر، جنت کے تمام درختوں پر، شجر طوبیٰ اور سورہ کے پتوں پر، اور فرشتوں کے آنکھوں کے بیچ نام محمد ﷺ لکھا ہوا ہے۔ اس لئے ان کا ذکر کیا کرو۔ فرشتے قدیم سے ہر وقت ان کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ (حوالہ کتاب درود شریف، امام سیوطی، در منشور صفحہ ۷۷، ۷۸)

اور یہ بھی لکھا ہے کہ ساق عرش پر، اور غلاموں کے سینوں پر بھی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

(حوالہ کتاب سلطنت مصطفی، صفحہ ۴۴، از حکیم الامت شیخ مفتی احمد یار خاں نعیمی)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ کو اسقدر چاہتا ہے کہ ہر جگہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرم یہ ہے کہ حضور علیہ جنت میں داخل ہوں گے تو سب سے اول جو حضور علیہ کے امتی آپ علیہ کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے ان کی تعداد ستر ہزار ہو گی اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہو گا۔

(کتاب الشفاء، باب سوم، فصل ا، صفحہ ۱۵۰)

حضور علیہ تین یوم تک نماز پنجگانہ سے فارغ ہو کر امت کی بخشش کی دعا کرتے رہے۔ آپ علیہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اے میرے صحابہ فکر و اندیشہ کی کوئی بات نہیں۔ بڑا دل خوش کن واقع ہوا ہے۔ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں اپنے رب سے تین دن تک اضافے کی التجا کر تا رہا۔ پس میں نے اپنے پروردگار کو بڑا عظیم اور کریم پایا اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار کے علاوہ ان میں سے ہر ہر شخص کے ساتھ ستر ستر ہزار کا وعدہ عطا فرمایا۔

(روح المعانی) (حوالہ تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوم، صفحہ ۹۶۔۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے جنت میں ایک ایسی جماعت داخل ہو گی جن کی تعداد ستر ہزار ہو گی اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(حوالہ بخاری شریف، جلد سوم، کتاب اللباس حدیث ۷۵۷، صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵)

حدیث شریف میں ہے کہ ستر ہزار اشخاص بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار افراد ہوں گے۔

(شرح مسلم شریف، جلد اول، کتاب الایمان، صفحہ ۳۷۷)

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار افراد جنت میں ضرور داخل ہوں گے یا سات لاکھ۔ (راوی کو یاد نہیں کہ سہیل نے ستر ہزار فرمایا یا سات لاکھ) جو ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ پہلے سے آخر تک سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(بخاری شریف، جلد سوئم، کتاب الرقاق، حدیث ۴۶۳، صفحہ ۵۲۶ او شرح مسلم شریف، جلد اول، کتاب الایمان حدیث ۲۴۲، صفحہ ۳۸۰ ایڈیشن اول)

حضور ﷺ کا دست مبارک صحابہ کرام نے بالخصوص خلفاء راشدین نے پکڑا یعنی حضور ﷺ سے بیعت ہوئے۔ پھر خلفاء راشدین کے جو خلیفہ ہوئے لوگ ان سے بیعت ہوئے یعنی ان کا ہاتھ پکڑا۔ پھر خلیفہ در خلیفہ یہ سلسلہ حضور ﷺ سے آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ منکر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا اور جس نے نافرمانی کی منکر ہوا۔

(حوالہ شرح مشکوۃ شریف، جلد اول، باب الاحتصام، روایت بخاری صفحہ ۱۴۷)

حضور ﷺ سے محبت ہی ایمان ہے حضور ﷺ کی پیروی یعنی اطاعتِ رسول ﷺ کا افضل طریقہ مرشد کامل کی اطاعت یعنی پیروی ہے۔ جس پر تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام متفق ہیں اور اس پر عمل کر کے لاتعداد اولیاء اللہ اور مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام ہوئے ہیں۔ جن کا ثبوت سارے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہیں۔ حضور ﷺ کی یہ عظمت ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو بخشا جاتا ہے، حضور ﷺ کی محبت میں کسی خلیفہ یعنی مرشد سے بیعت ہو جاتا ہے اور مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر دل و جان سے عمل کرتا ہے تو ولی اللہ ہو جاتا ہے جس کا ثبوت سلاسل اولیاء اللہ اور مرشدان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرمارہا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو بتائیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اس آیت کا ترجمہ پڑھ کر خود فیصلہ کریں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

آپ ﷺ فرمایئے انہیں اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع (یعنی پیروی) کرو۔ (تب) محبت فرمانے لگے گا اللہ تم سے، بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

اور پھر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے فرمارہا ہے :

آپ ﷺ فرمایئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی پھر اگر وہ منہ پھیرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۲)

قرآن شریف کی آیات کا ترجمہ :

اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (کریم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۲)

جس نے اطاعتِ رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء آیت ۸۰)

اے حبیب تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک حاکم بنائیں آپ ﷺ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے

درمیان اور پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی۔اس فیصلے سے جو آپ ﷺ نے کیااور تسلیم کرلیں دل وجان سے۔

(پارہ ۵، سورۃالنساء آیت ۶۵)

اے لوگو، ایمان لاؤ اللہ پر اوراس کے رسول پر اور عزت وتوقیر کرواور دل سے ان کی تعظیم کرواور پاکی بیان کرواللہ کی صبح وشام۔

(پارہ نمبر ۲۶، سورۃالفتح، آیت ۹)

قرآن شریف کی ایک اور آیت کاترجمہ :

اور جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے اوراس کی کل حدود سے بڑھ جائے اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

(پارہ چار، سورۃالنساء، آیت ۴۱)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ دل وجان سے خلوص ومحبت کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ ہے جس کا ثبوت صحابۂ کرام ہیں اور صحابۂ کرام میں خلفاءراشدین افضل ہیں۔ خلفاءراشدین کی اطاعت یعنی پیروی ان کے خلیفاؤں نے کی اور یہ سلسلہ درسلسلہ طریقہ چلا آرہاہے۔اسی لئے اطاعت رسول اللہ ﷺ کا سب سے بہترین طریقہ اطاعت مرشد ہے۔جس کا ثبوت اولیاءاللہ اور مشائخ عظام ہیں یہ سہولت کے لئےباربار تحریر کرناپڑرہاہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت ہر مسلمان کے دل میں ہے اور کتنی اور کس قدر ہے یہ بندہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بہت ہی زیادہ محبت ہے، حتی کہ ماں باپ سے بھی زیادہ۔ اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ یہ سب اہل علم جانتے ہیں کہ محبّ کو اپنے محبوب سے بہت ہی زیادہ محبت ہوتی ہے۔ بعض تو بے حد محبت کی وجہ سے ہر وقت محبت و عشق میں اپنے محبوب کا ذکر کرتے ہیں اور اسی کی یاد رہتی ہے۔ یہ انسانی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اس نے یہ کائنات اپنے حبیب ﷺ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں، حضور ﷺ کے لئے بنائی ہے۔

حدیث قدسی :

اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

(حوالہ کتاب، رس الاسرار، فصل ۹ صفحہ ۱۱۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے محبوب ﷺ تمام اشیاء کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے اور تمہیں صرف اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے اور میں نے تمہیں اپنے لئے چن لیا ہے۔

(حوالہ تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰، صفحہ ۳۱۳، اردو ترجمہ)

اے محبوب ﷺ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔

(حوالہ کتاب 'آدم سے پہلے اور آدم کے بعد'، صفحہ ۲۳ اور کتاب بارہ تقریریں، ماہ ربیع الاول کی تقریر، صفحہ ۱۲۹)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو آپ کو دیا گیا ہے اس پر شکر کرو اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد ﷺ کی محبت پر قائم رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ کیا محمد ﷺ کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت دوزخ، سورج چاند، رات دن، فرشتے اور انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (حوالہ کتاب بارہ تقریریں ماہ ربیع الاول کی تقریر صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی محبت میں ساری کائنات بنائی ہے اور انہی کی خاطر بنائی ہے اگر اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق کا دعویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اللہ تعالیٰ کو سوائے انبیاء کرام کے کوئی نہیں جانتا ہے اور حضور ﷺ افضل انبیاء ، امام الانبیاء اور خادم الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں تو محبت کیسے ہوگی ؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جس کو میری محبت کا دعویٰ ہے وہ میرے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ سے محبت کرے۔ ان کی محبت میری محبت ہے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے ان کا دیکھنا میرا دیکھنا ہے کیونکہ ان کا چہرہ وجیہ اللہ ہے۔ ان کو اپنی صورت وصفت پر بنایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی مظہر اعلیٰ ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اس کے رسول کے درمیان۔

(پارہ ٦، سورۃ النساء، آیت ۱۵)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ اور رسول کے درمیان فرق نہ کریں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

اگر تم واقعی محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری پیروی (یعنی اتباع) کرو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمانے لگے گا اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو وہ حضور ﷺ سے محبت کرے جس کا ثبوت حضور ﷺ کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر جان ومال سب قربان کر دیا۔ حضور ﷺ سے صحابہ کرام کو اس قدر والہانہ محبت تھی جس کا ثبوت دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملتا اور جس کا یہاں تذکرہ کرنے سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ سارے علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی جانتے ہیں اور ہر مسلمان ذی علم جانتا ہے اور مسلمان عورت ومرد اور بچے تک جانتے ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات ظاہرہ سے آج تک یہ بات روشن سورج کی طرح عیاں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تا قیامت قائم رہے گی اور اس ظاہری زندگی کے بعد ابدی زندگی میں بھی قائم رہے گی۔ حضور ﷺ کی حیات ظاہرہ سے لے کر آج تک جس نے بھی دل وجان سے حضور ﷺ کو مانا اس بندے پر ویسی ہی کرم نوازی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی جس طرح ہوتی رہی ہے وہ ہوتی رہے گی کیونکہ حضور ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نسلِ انسانی پر احسانِ عظیم

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو فرشتے اس وقت سے قبل سات لاکھ سال سے مصروف عبادت الٰہی تھے۔

(کتاب مکتوبات محمدی، مکتوب ۵۶، صفحہ ۳۲۲)

ابلیس نے فرشتوں کو دیکھ کر فرشتوں کے بعد عبادت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا جو اطاعت و عبادتِ الٰہی سے آراستہ تھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

(حوالہ مکتوبات صدی، مکتوب ۲۶، صفحہ ۲۰۳)

اللہ تعالیٰ سات لاکھ سال سے عبادت کرنے والوں کو حکم دے رہا ہے کہ وہ سجدے جو کل اعمال کا نچوڑ ہیں اور تمہارے حالات واحوال کے اسرار ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر نچھاور کر دو۔ جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں مغفرت اور بخشش کی طغیانی آتی ہے تو سارے گناہ اور لغزشیں بہا لے جاتی ہیں اور سب عیب ہنر بن جاتے ہیں۔

(حوالہ مکتوبات صدی، مکتوب ۵۶، صفحہ ۳۷۲)

حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور لاتعداد مقرب فرشتے اور ابلیس جو معلم الملکوت بنا ہوا تھا ان کو کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی کوئی عبادت وریاضت نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور احسان عظیم تھا جو اس نے حضرت آدم علیہ السلام پر کیا۔ اگر عبادت وریاضت پر عطا ہوتی تو اہلِ عبادت کو خلافت

ملتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اس کی پسند اور اس کا انتخاب ہے۔ کرم بالائے کرم کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہوئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

(حوالہ کتاب سلطنت مصطفیٰ، صفحہ ۴۴)

اور نبوت و رسالت ان کا اعزاز ہے۔ ساری دنیا ان کو نبی اور رسل کے نام سے جانتی ہے۔ انبیاء اور رسل کا اس قدر بلند و بالا مقام ہے کہ یہ جس جس زمانہ اور جس جس ملک اور جس قوم کے لئے ہوئے ہیں جس نے ان پر ایمان لا کر دل و جان سے ان کی اطاعت یعنی پیروی کی اور انہی کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وہ اللہ کا مقبول و محبوب ہو گیا۔ جس نے ایمان لانے سے انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہو گیا۔ اس کی ساری نیکیاں اور سارے اعمال برباد اور وہ دوزخی ہو گیا۔ چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ عالم بالا سے اللہ تعالیٰ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخر میں مبعوث فرمایا ہے۔ جس طرح کہیں جلسہ ہوتا ہے تو پہلے جگہ کا تعین ہوتا ہے کہ جلسہ کس مقام پر ہوگا، کس مقصد کے لئے ہوگا۔ سیاسی ہے، مذہبی ہے، کیسا جلسہ ہے۔ کون کون سے علماء کرام آئیں گے۔ اگر سیاسی ہے تو کون کون سے لیڈر تشریف لا رہے ہیں۔ پھر جلسہ گاہ کی آرائش و زیبائش ہوتی ہے۔ پھر لوگ اپنی تقریروں کے ذریعے تعارف کرواتے ہیں اور جلسہ کا مقصد بیان کرتے ہیں۔ جب عام لوگ تقریر کر لیتے ہیں تو صدرِ جلسہ تشریف لاتے ہیں پھر جو کچھ بیان وہ کرتے ہیں سب سنتے ہیں اور جو حکم دیتے ہیں اس پر عمل ہوتا ہے۔ اور جو حکم مانتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ صدر کی اطاعت و محبت کرنے والا ہوتا ہے، جو نکتہ چینی کرتا ہے یعنی نفاق پھیلاتا ہے وہ اس صدر کا

منافق۔ جو بلکل انکار کرتا ہے وہ انکار کرنے والا یعنی منکر ہے اور وہ حکومت کا مخالف ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: "اللہ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔"

لہذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت (پہچان) کے لئے پیدا کیا ہے۔

(۱): (مراۃ العارفین، صفحہ ۲۸)۔ (۲): (کتاب سر الاسرار، مقدمہ ابتداء خلق، صفحہ ۲۳) اور (۳): روحانیت اسلام، صفحہ ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور ﷺ کو اپنی ہی صورت وصفت پر عالم بالا میں بنایا (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اطہر کو اپنے ہاتھوں سے بنایا) (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۷۵) اور انکو اپنی صورت وصفت پر بنایا۔

(تفسیر روح البیان، جلد اول، صفحہ ۲۰۱، اردو ترجمہ)

اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے سب سے پہلے حضور ﷺ کو اپنے نور سے وجود بخشا اور اپنی معرفت کرائی کہ میں "اللہ" ہوں اور تم میرے "رسول" ہو۔ اسی لئے حضور ﷺ عالم بالا ہی سے اللہ تعالیٰ کو جاننے اور پہچاننے والے یعنی عارف باللہ ہیں۔ اسی لئے جب اللہ تعالیٰ نے ساری روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب ہوں؟ تو سب روحوں کو اس کا جواب معلوم نہ تھا۔ عارف باللہ ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے آپ ﷺ نے کہا "بے شک تو ہمارا رب ہے"۔ پھر آپ کی اتباع یعنی پیروی ساری روحوں نے کی اور کہا کہ "بے شک تو ہی ہمارا رب ہے"

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

"اے حبیب ﷺ آپ فرمائیں سب سے پہلا مسلمان ہوں"

(پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۶۴)

حدیث شریف :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے اول یعنی پہلا مومن ہوں۔

(حوالہ کتاب مدراج النبوت، صفحہ اول، صفحہ ۷ تا ۸)

حضور پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے حبیب اور رسول ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام سے آپ پر ایمان لانے اور اطاعت کرنے کا اقرار عالم بالا میں ہی لیا ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر تمہارے پاس تشریف لائیں وہ رسول جو تصدیق فرمائیں ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان پر اور ضرور بالضرور مدد کرنا ان کی۔

اور اس کے بعد فرمایا کہ

تم نے اقرار کر لیا، اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ ہے۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(حوالہ سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

اقرار بالغ سے ہوتا ہے نابالغ سے نہیں ہوتا۔ اگر کوئی نابالغ کسی کے پاس جائے اور کوئی قول و اقرار کرے یا کسی بات کا اقرار یا عہد کرے تو اس کو کوئی نہیں

مانے گا۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور اگر روحوں میں قول و اقرار کی صلاحیت نہ ہوتی تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ روحوں سے اقرار نہ لیتا، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم (حضرت آدم علیہ السلام) اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔"

(حوالہ شرح مشکوٰۃ شریف، جلد ۸، صفحہ ۲۱)

پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے خلافت کا آغاز کیا اور سارے انبیاء کرام خاتم الانبیاء کی آمد کا ذکر کرتے آئے کہ آنے والے ہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی خبر دی کہ میرے بعد ایک نبی آئیں گے، ان کا نام احمد ہوگا۔ سب نبی اللہ تعالیٰ کی توحید و رسالت کا درس دیتے آئے۔ لیکن حضور ﷺ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی پہچان کا علم و عمل لے کر آئے۔ آپ ﷺ عالم بالا ہی سے عارف باللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے معراج پر بلا کر اپنا دیدار پھر کرایا۔ یہی نہیں بلکہ پانچ وقت کی نماز امتیوں کے لئے اللہ کی جانب سے تحفہ لائے اور فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ چونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور حبیب کو اپنی بارگاہ میں بلا کر اپنا دیدار کرایا۔ اور قلب میں موجود ہے اور ہمہ وقت دیدار اپنے حبیب کو کرائے یہ اس کا کرم ہے جو چاہے کرے۔ اسی لئے نماز فرض ہے اور حدیث شریف ہے کہ :

تم نماز ایسی پڑھو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو کم سے کم یوں جانو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(بخاری شریف جلد اول، کتاب الایمان، حدیث صفحہ ۱۱۷ اور شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول، کتاب الایمان صفحہ ۵ اور ۲۶)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے نفس اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان لیا اس نے بالتحقیق اپنے رب کو پہچان لیا۔

(کتاب سر الاسرار فصل اول، صفحہ ۳۱

جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ
حکمت جامع حق کی شناخت (معرفت) ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔
(حوالہ کتاب سر الاسرار فصل اول، صفحہ ۳۱)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے:
انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار فصل اول صفحہ ۳۳)

حضور ﷺ نے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم سکھایا جو خلیفہ در خلیفہ مرشدان کامل کے ذریعے چلا آرہا ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اسی لئے نماز فرض ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی کہہ دے کہ میں اس مقام پر نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکوں، اس لئے میں نماز نہیں پڑھتا۔ جب حضور ﷺ نے ہمیشہ نماز پڑھی۔ آپ اس قدر عبادت کرتے تھے کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ آپ ﷺ کو اس قدر مصروف عبادت دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تو اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ خود ہماری شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ دراصل آپ ﷺ امت کی بخشش کے لئے اور امت کی بھلائی کے لئے ہمہ وقت دعائے خیر میں مصروف رہتے تھے۔ یہ بات کثیر تعداد میں آپ ﷺ کے متعلق ملتی ہے۔ بعض وقت تنہائی میں اُمت کی مغفرت کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت روتے بھی تھے۔ ایسے خُلق عظیم اور محبت والے نبی کی امت میں ہو کر ان کی پیروی سے کیوں منہ موڑتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سب سے بہترین پیروی میرے محبوب کی ہے۔

اسی لئے نماز پنجگانہ فرض ہے۔ اس کو پڑھو جس طرح صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی پیروی کر کے خلق عظیم کو اپنایا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی اور

یہ علم عرفان حضور ﷺ نے صحابہ کرام اور بالخصوص خلفاء راشدین کو سکھایا۔ اس کا ذکر اس سے قبل بھی کر چکے ہیں۔ یہ علمِ عرفان، اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہونے کے لئے مرشدان کامل سے سیکھیں۔ کیونکہ یہ اس قدر ارفع و اعلیٰ علم ہے کہ اس پر عمل کر کے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے حکم الٰہی سے حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کو اس سلسلہ رشد و ہدایت پر مامور کیا ہے جس کا ذکر ہماری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ (دیکھئے کتاب طریقہ عرفان الٰہی، حقائق تصوف اور شان اولیاء اللہ) اور مزید اس کا ذکر مناسب جگہ پر کیا جائے گا۔ غرض یہ کہ حضور ﷺ ساری کائنات کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے وجود بخشا۔ اور اپنی روح پھونکی اور قلب میں خود، اول و آخر، ظاہر و باطن میں موجود ہے۔

حدیث شریف:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی سماعت بن جاتا ہے، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری شریف، جلد سوم کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۱۴۲۲، صفحہ ۵۱۲)

ایک اور جگہ حدیث قدسی میں ہے:

جب میں اس کو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ باتیں کرتا ہے۔

(کتاب الشفاء، باب سوم، فصل ۹، صفحہ ۱۹۶)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی فرشتہ مقرب اور نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار، فصل ۱۵، صفحہ ۱۶۵)

حضور سرور دو جہاں، مالک کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ اپنی قبروں میں ایسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں ہیں۔ یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار، فصل ۴۱، صفحہ ۱۶۱)

جب انبیاء کرام اور اولیاء اللہ زندہ ہیں تو حضور ﷺ باعث تخلیق کائنات اور رسول کائنات افضل الانبیاء اور امام الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ ان کی عظمت اور درجات کی بلندی جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اس کا شعور کیسے آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حیّ قیوم قلب میں موجود، اول و آخر اور ظاہر و باطن میں موجود اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں تو پھر آپ ﷺ کے حیات ابدی کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نور کو موت کہاں؟ جس طرح عالم بالا میں رہے، پھر دنیا میں رہے، پھر ظاہری نظروں سے پردہ فرمایا اور ابھی اسی طرح حیات ہیں جس طرح عالم ظاہر میں تھے۔ حضور ﷺ کی حیات پر علمائے کرام نے بے شمار قرآن و حدیث سے شہادتیں پیش کی ہیں۔ لکڑی آگ میں پڑے تو آگ کی صفت قبول کرے۔ مٹی آگ میں پک کر پختہ ہو جائے پھر پانی میں نہ گلے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی صورت و صفت پر بنائے اور اپنی صفت سے متصف کرے اس کو موت کہاں؟ غیب بتانے والا، قلب میں موجود ہو تو غیب کہاں؟ ماں باپ بچوں کو علم سے آگاہ کرتے ہیں۔ استاد شاگرد کو سکھائے اور شاگرد دارلعلوم میں سیکھ کر عالم ہو جائے۔ جس کو خالق کائنات سکھائے اور قلب میں

خود موجود ہو، جس کی سماعت اللہ بنے، جس کی بصارت اللہ بنے، جس کی زبان اللہ بنے۔ دودھ کی بالٹی میں ایک گلاس پانی ڈالیں تو دودھ کی کثرت یعنی زیادہ ہونے کی وجہ پانی دودھ میں مل کر دودھ کی شکل اختیار کر لے گا اور پانی نظر نہ آئے گا۔ سونے میں تھوڑا سا تانبہ ڈالیں وہ بھی سونے میں مل کر اس کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

(ہم پر) اللہ کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ اچھا ہے اللہ کے رنگ سے۔

(تفسیر نعیمی، جلد اول، سورۃ البقر، آیت ۳۸ اور تفسیر ضیاء القرآن جلد اول، سورۃ البقر، آیت ۳۸)

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عرصہ رہے یہ اللہ جانے اور اللہ کے رسول جانیں پھر دنیا میں تشریف لائے اور پھر معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے اس قدر جس کو قرب و حضور کا درجہ ہو اس سے زیادہ کون اللہ تعالیٰ کے رنگ یعنی صفت سے متصف ہو سکتا ہے جیسا کہ اس سے قبل حدیث شریف تحریر ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت وصفت پر بنایا تو خود فیصلہ کریں کہ اپنے حبیب ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صورت اور صفت پر کون ہو سکتا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو۔ جامعہ صفات بشریت اتار کر صفات الٰہی کا لباس پہن (حوالہ کتاب سر الاسرار، فصل ۶، صفحہ ۹۵)

چوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اسی لئے آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا۔ ان تمام تفصیل اور وضاحت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ کی دل و جان سے اطاعت کرنی ہے اور حضور ﷺ کی محبت ہی ایمان ہے۔ جس کو جس قدر حضور ﷺ سے محبت ہے وہ اسی قدر ایمان والا ہے۔ جس کا

پختہ یعنی پختہ ثبوت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جو حضور ﷺ کی دل وجان سے اطاعت کر کے جان ومال وماں باپ سے زیادہ محبت کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو گئے یہ سب سے بڑے عالم دین حضور ﷺ کے علم کے وارث صحابی رسول، صدیقین، اولیاء اللہ، ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں اور خلفاء راشدین ان سب میں افضل ہیں اور تمام صفات سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کے خلیفہ یعنی جانشین ہیں۔ پھر ان کے خلیفاؤں کے خلیفہ اسی طرح یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے۔

دین کامل

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

(اے محبوب) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

(پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٣)

اسلام کے علاوہ اور کوئی دین تلاش کرے گا تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

(پارہ ٣، سورۃ آل عمران، آیت ٨٥)

حدیث شریف :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو شخص بھی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی میرے دعوئ نبوت کو سننے کے بعد میری شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ دوزخی ہوگا۔

(حوالہ شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان، حدیث نمبر ٢٩٢، صفحہ ٢٥٨ ایڈیشن اول)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور نبوت و رسالت کا منصبِ عظیم عطا کیا۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا جو اپنے اپنے وقتوں، اپنے اپنے ملک و قوم و ملت حتیٰ کہ ہر زبان کے جاننے والوں کو رشد و ہدایت دیتے رہے تاکہ وہ قومیں انبیاء کرام کی اطاعت کریں اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عبادت

کریں۔ یہی راہِ سلامتی یعنی اسلام ہے۔ شیطان گمراہ کرنا چاہتا ہے اور گمراہ کرتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی بات مانی یعنی ایمان لایا اس کا دین و ایمان سلامت رہا اور وہ دوزخ سے بچ گیا اور اس کی نجات ہوگئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور ﷺ تک یہی صراط مستقیم ہے اور حضور ﷺ پر نبوت اور نبوت والی خلافت ختم ہوگئی۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی تحریر ہوچکا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو دین کی تعلیم دی اور مکمل تعلیم دینے کے بعد فرمایا کہ:

میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں یعنی انجم ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور مختلف موقعوں پر بعض صحابہ کرام کے فضائل اور مناقب بھی بیان فرمائے اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے۔ سوائے انبیاء اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے ہیں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔

(کتاب الشفاء، باب سوم، فصل ۵، صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

جو منافق ہیں وہ بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں نفاق ہے۔ حضور ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ یہ کلمہ شریف صرف دکھلانے کے لئے پڑھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں کافر نہ کہیں۔ ان کے حالات قرآن وحدیث میں کافی موجود ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات ظاہری سے منافقت شروع کی اور ان کی نسل در نسل آج بھی دل سے حضور ﷺ کو نہیں مانتی۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:

اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے اور مومنین

کے لئے ہے مگر منافق اس کا علم نہیں رکھتے۔

(پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

یہ ازلی بدبخت ہیں قیامت تک یہ منافق ہی رہیں گے۔

(حوالہ تفسیر ضیاء القرآن، جلد دوم، صفحہ ۲۳۴ اور ۲۳۷)

ان کا تفصیلی ذکر آگے کیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیم وتربیت اتنے احسن طریقے پر کی کہ دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جب کبھی کوئی گفتگو ہوتی تو مارے محبت کے صحابہ کرام کہتے یارسول اللہ آپ ﷺ پر ماں باپ قربان۔ جب علم کی بات آتی تو صحابہ کرام فرماتے اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دین کی مکمل تعلیم دی ہے جس کا ثبوت قرآن شریف، حدیث شریف اور صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دل و جان سے حضور ﷺ کی اطاعت کر کے ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی سرمایہ ایمان اور دین و ایمان ہے وہ دل و جان سے حضور ﷺ کی اطاعت و محبت ہے۔ یہی ایمان ہے جس سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا کتنا بلند و بالا مقام ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل کئی حدیثیں تحریر ہو چکی ہیں کہ ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور ہر شخص کے ساتھ ستر ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ محبت و اطاعت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ان سے حساب و کتاب نہیں ہوگا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے سے یہ طریقہ جاری فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے مسلمان جو کسی خلیفہ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر اللہ اور رسول کی محبت میں عمل کریں گے وہ بخشے جائیں گے جس کا ذکر ہماری کتاب شان اولیاء اللہ میں موجود ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(یعنی موجود ہیں، یعنی حیات ہیں)۔اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت کا ثبوت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جو حضور ﷺ کی صحبت اور حضور ﷺ کے علم و عمل کی وجہ سے ایمان ویقین کے اس قدر بلند وبالا مقام پر فائز ہو گئے کہ کوئی بھی اب اس پر فائز نہیں ہو سکتا۔

کلمہ شریف سے یہ بات بلکل واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہی نہیں۔جب کوئی دوسرا معبود نہیں تو پھر اللہ کا مقابل کون ؟ اور جب دوسرا اللہ نہیں ہے تو پھر شرک کیسا؟ شرک شرکت سے ہے۔ شرک ایک سے زیادہ کو کہتے ہیں،اور ایسے عقیدے غیر مسلموں کے ہیں۔اسی لئے حضور ﷺ نے خانۂ کعبہ کے سارے بتوں کو تڑوا کر پھنکوا دیا اور حضور ﷺ کے صحابہ کرام سے لیکر آج تک اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت کا منکر نہیں اور نہ ہو گا اور نہ مشرک ہے اور نہ ہو گا۔کیونکہ کوئی بھی مسلمان کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک نہیں مانتا۔وہ صرف ایک ہی اللہ کو اللہ مانتا ہے۔

حدیث شریف :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاوٴ گے۔ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاوٴ گے۔

(بخاری شریف، جلد دوم، حدیث ۸۰۵، صفحہ ۳۵۷)

کوئی بھی مسلمان اگر کوئی گناہ کر لیتا ہے تو گناہ کرنے سے گناہ گار تو ہو جاتا ہے لیکن مشرک نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا اس لئے کوئی بھی مسلمان مشرک نہیں۔ کیوں کہ وہ دو اللہ نہیں مانتا، صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اللہ تعالیٰ مانتا ہے۔ اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی مخلوق ہے۔ مخلوق میں نبی، رسول و صدیقین، یعنی اولیاء اللہ، شہدائے کرام، صالحین، مومنین اور مسلم و غیر مسلم سب شامل ہیں۔ غرض یہ کہ مسلم اور غیر مسلم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ کوئی غیر اللہ نہیں۔ جیسے بھینگے آدمی کو ایک چیز کی دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ اس کو بھینگا پن کہتے ہیں اسی طرح کوئی قلب و نظر کا بھینگا ہے۔ جب کہ ایک ہی اللہ ہے اور وہ شرک کرتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے یعنی اللہ واحد ہے اور وہ شرک کہتا ہے یعنی وہ دو مانتا ہے۔ تو یہ اس کے خیال یا قلب و نظر کا فتور ہے اور اس بھینگے پن کا علاج کسی اچھے عالم کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی تعلیم و تربیت سے اس بھینگے پن کا علاج کرے۔ تاکہ ذہن سے شرک اور غیر اللہ کا خیال نکل جائے اور پھر ایک ہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان پختہ ہو جائے اور شرک اور غیر اللہ سے جان چھٹ جائے۔

مزارات پر جانا عین خیر و برکت ہے۔ ”کل نفسٍ ذائقۃ الموت“۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن روح کو موت کا مزہ نہیں چکھنا ہے۔ یہ امر ربّی ہے۔ اللہ کے حکم یعنی امر کو موت کہاں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پھر ہمیشہ رہنے والی ذات کے امر کو موت کہاں؟ قرآن شریف میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ شہید زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے جن کا تمھیں شعور نہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ ہر گز خیال نہ کرو بلکہ وہ رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۹)

جب جہاد اصغر کے شہید کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ قتل کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی کے بعد حیات ابدی دی ہے اور ان کو اپنے پاس رکھا ہے اور ان کو روزی دیتا ہے تو جہاد اکبر کے شہید کا کیا مقام ہوگا؟ فیصلہ کریں۔ جب جہاد اصغر والے پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر کرم ہے تو جہاد اکبر والے کا مقام یقیناً بڑا ہے۔ (جہاد اکبر کا تفصیلی مضمون ہماری کتاب عرفان الٰہی میں ہے)۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانے اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء کرام، صدیقین، یعنی اولیاء اللہ، شہید (شہداء کرام) اور صالحین اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پہلے انبیاء کرام ہیں پھر ان کے بعد صدیقین ہیں یعنی اولیاء کرام پھر ان کے بعد شہداء کرام اور ان کے بعد صالحین ہیں۔

حدیث شریف :

حضور سرور دو جہاں مالک کون و مکاں ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام اپنی قبروں میں ایسی ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں۔

(کتاب سر الاسرار، فصل ۱۴، صفحہ ۱۶۱)

حضورؐ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ
مومنین مرتے نہیں ہیں بلکہ دار فنا سے دار البقاء میں چلے جاتے ہیں۔
(کتاب سر الاسرار، فصل ۸، صفحہ ۱۰۵)

حضرت سلطان باہو کی کتاب میں یہ حدیث درج ہے کہ
اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ دارِ دنیا سے دارِ آخرت کی طرف نقل اختیار کر لیتے ہیں۔

(حوالہ کتاب نور الہدیٰ، صفحہ ۳۷)

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ اس مکان سے اس مکان کی طرف نقل کرتے ہیں اور موت ظاہری کے بعد بھی ان کی عقل کامل رہتی ہے، جسم درست رہتا ہے، جوارح روح مظبوط رہتے ہیں اور روحانی غذاؤں سے حقوق اپنے پورے کر لیتے ہیں۔
(حوالہ کتاب مکتوبات صدی، مکتوب ۱۹، صفحہ ۱۵۸)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو کیونکہ حاضری کا دن ہے۔ جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا، کیا موت کے بعد بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، جمعہ کا باب، صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ
انبیاء کرام بعد وفات زندہ ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے درود مجھ پر

جیسے اب پیش ہو رہے ہیں بعد میں پیش ہوتے رہیں گے۔ یہاں مرقاۃ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے ان کی موت کو انتقال یا وفات کہتے ہیں اور ان کے انتقال کے دن کو عرس کہتے ہیں کہ وہ دولہا کی طرح یہاں سے وہاں منتقل ہو جاتے ہیں۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، جمعہ کا باب، صفحہ ۳۲۷)

ماں کے پیٹ سے بچہ منتقل ہو کے باہر آیا تو یہ بچہ زندہ ہے یا مردہ۔ مرغی کا انڈہ جو مرغی کے نیچے ہے وقت معینہ پر انڈے سے مرغی کا بچہ باہر آ گیا یعنی منتقل ہو کر آیا۔ زندہ ہے یا مردہ؟ فیصلہ کریں۔

دین حضور ﷺ کی حیات ظاہرہ میں ہی کامل ہو گیا تھا جسکا ثبوت قرآن شریف کی آیت میں موجود ہے اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام کو حضور ﷺ نے حج کے موقع پر خطبہ دیا اور سب سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ دین آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے آپ لوگ شاہد ہیں۔ سب نے اقرار کیا اور پھر اسی دین پر خلفاء راشدین قائم رہے اور تیس سال تک حضور ﷺ کے وصال کے بعد خلفاء راشدین منصب خلافت پر رہے پھر ان کے بعد دنیاوی خلافت الگ اور روحانی خلافت الگ ہو گئی۔ دنیاوی خلافت ۱۹۱۴ء میں ختم ہو گئی اور روحانی خلافت جاری ہے۔ اب دین بتانے والے جو ہیں وہ کون سا دین بتا رہے ہیں ان سے پوچھو۔

مزارات پر جاکر دعا مانگنا

حضرت زکریا علیہ السلام ضعیف ہو چکے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ جب آپ حضرت مریم کے حجرے میں جاتے تو کھانے کی چیزیں اور بغیر موسم کے پھل پاتے تو آپ نے حضرت مریم سے پوچھا کہ یہ کھانے کی چیزیں کہاں سے آتی ہیں یعنی کون لاتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ منجانب اللہ ہیں۔ حضرت زکریا نے پھر اسی مقام مریم پر کھڑے ہو کر دعا مانگی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے سورۃ آل عمران، پارہ ۳، آیات ۳۶ تا ۳۸)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات بار پانی کے لئے سعی کی۔ یہ ولیہ ہیں۔ اب قیامت تک کوئی بھی عمرہ یا حج کرنے والا جب تک سات بار سعی نہیں کرے گا نہ عمرہ قبول اور نہ حج۔ اور وہاں اس وقت سے آپ کے پیروں کی برکت ہے اور تا قیامت رہے گی۔ یہاں پر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اسی لئے جہاں انبیاء اور اولیاء کے مزارات ہیں وہاں ان کا جسم اطہر موجود ہے اور حیات ہونے کی وجہ سے ان کے قلب میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ تو ان کے مزارات پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اسی لئے ان کے مزارات پر دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں کہ یہ حیات ہیں اور مزار پر حاضری دینے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اگر اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہو تو ہندوستان میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤ۔ اجمیر شریف اور حضرت غازی سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر دیکھ لو کہ کس قدر لوگ جاتے ہیں۔ ان کا مزار شہر برائچ یو پی بھارت میں ہے۔ اسی طرح

پاکستان میں حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور اور حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن، پاکستان۔ ان سب لوگوں کے مزاروں پر لوگ کیوں جاتے ہیں؟ اور وصال کے بعد بھی جاتے ہیں اور تم حیات ہو اور بلاتے ہو تو بڑی مشکل سے لوگ آتے ہیں اور مزارات پر خود جاتے ہیں اور محبت سے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا بہت ہی بڑا مقام ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوّا کی ملاقات مقام عرفات میں ہوئی تو ان کی وجہ سے یہ مقام قابل احترام ہو گیا۔ ان کی عبادت اور رہائش کی وجہ سے، ان کے جسموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو شرف بزرگی بخشا اور اس کے عین اوپر فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور بنا دیا کہ میرے نبی اور اس کی اہلیہ جو ولیہ ہیں ان کی عبادات اور رہائش گاہ کے عین سیدھ پر بلا ضرورت فرشتے بھی پیر نہ رکھیں۔ اور کعبہ شریف پر اس قدر نزول رحمت و برکت کیا جو جاری ہے اور جب تک اللہ چاہے گا جاری رہے گا کہ اگر کوئی طواف کعبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے طواف کرنے والے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس جگہ جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ قبول ہوتی ہیں۔ نبی کا مقام بڑا ہے اور ولی کا مقام نبوت کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں جس طرح نبی کے قلب میں جلوہ گر یعنی موجود ہے اسی طرح ولی اللہ کے دل میں موجود ہے۔ ولی اللہ کا جسم اطہر قبر میں موجود ہے۔ ولی اللہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قلب میں موجود ہونے کی وجہ سے مزارات اولیاء اللہ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے دلوں میں محبت ڈال دیتا ہے کہ میری رحمتوں اور برکتوں کی جگہ جاؤ اور ایسے متبرک مقام پر دعا مانگو میں دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہوں۔

لاتعداد بزرگ گزرے ہیں۔ صحابہ کرام کا تو بہت ہی بلند و بالا مقام ہے ان

کے بعد کے لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ حضرت امام غزالی حجۃ الاسلام کہتے ہیں جس شخص سے حالت حیات میں برکت حاصل کرتے ہیں بعد وصال کے اس سے برکت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ کی قبر اجابت دعا کے لئے تریاق ہے۔

(حوالہ کتاب جذب القلوب، باب ۱۵، صفحہ ۲۲۷)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کا مزار اس بات کے لئے مشہور ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دعا مانگتے تھے اور ان کی مشکل حل ہو جاتی تھی اور یہ واقعہ سارے علمائے کرام جانتے ہیں اس لئے اس کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔

انبیاء اور اولیاء اللہ کے مزارات

۱۔ حضور ﷺ کا مزار مدینہ منورہ میں جہاں ستر ہزار فرشتے صبح آکر درود و سلام پڑھتے ہیں اور مزار شریف کا طواف کرتے ہیں۔ جب شام کو دوسرے فرشتے آجاتے ہیں تو صبح والے فرشتے چلے جاتے ہیں اور یہ درود و سلام پڑھتے اور طواف کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ بات روز روشن کی طرح ہے، علمائے کرام تو جانتے ہی ہیں لیکن یہ بات مسلمانوں کی اکثریت بھی جانتی ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اسی حجرے میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ تو نبی کی وجہ سے اولیاء اللہ کا بھی طواف فرشتے کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کے یہ دونوں صحابی اولیاء اللہ کے صف اول میں ہیں۔

۲: حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار بیت المقدس کے حرم شریف میں ہے۔ مزار تیس فٹ لمبا اور بارہ فٹ اونچا ہے۔

۳: حضرت مریم صدیقہ کا مزار بھی حرم شریف بیت المقدس کے باہر قریب ایک بڑے کلیسا میں ہے۔

۴: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزار مقام خلیل الرحمٰن میں ہے جو بیت المقدس سے تقریباً بیس میل دور ہے۔

۵: حضرت اسحاق علیہ السلام اور آپ کی زوجہ کا مزار بھی اسی جگہ ہے۔

۶: حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی زوجہ کا مزار بھی اسی جگہ ہے۔

۷ : حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار بھی اسی مقام پر ہے۔
۸ : حضرت نوح علیہ السلام کا مزار آبادی قدیر ڈورہ میں ہے جو حرم خلیل سے تقریباً آٹھ میل پر ہے۔
۹ : حضرت لوط علیہ السلام کا مزار قریہ بنی نعیم میں ہے۔ جو حرم خلیل سے چار میل پر ہے۔
۱۰ : حضرت یونس علیہ السلام کا مزار حرم خلیل سے چار میل کے فاصلے پر ہے۔
۱۱ : حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مقام عزیریہ میں ہے۔ عزیریہ تقریباً بیت المقدس سے ڈھائی میل ہے۔
۱۲ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار بیت المقدس سے تقریباً ستائیس میل کے فاصلے پر ہے۔

(حوالہ کتاب راہ عقیدت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی)

۱۳ : حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار شہر صنعاء یمن میں ہے۔ (عبدالغفار)
دنیا میں لاتعداد اولیاء اللہ ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اگر مزاروں پر جانا منع ہوتا یا جانا شرک ہوتا تو عہد قدیم سے ہی منع ہو جاتا کہ مزارات پر نہ جاؤ۔ حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام ہوئے اللہ تعالیٰ کسی بھی نبی کو حکم دیتا کہ مزارات پر جانا شرک ہے، لوگوں کو منع کرو۔ ایسا نہیں جب لوگ شروع شروع مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے منع کیا کہ مزارات پر نہ جاؤ کیونکہ قبرستان میں کافروں کی اور مشرکوں کی قبریں تھی۔ اس لئے منع کیا کہ کوئی ان کے مزارات پر نہ جائے کیونکہ ان کے مزاروں پر جانا منع ہے۔ پھر جب مسلمانوں کو دین سے اچھی طرح آگاہی ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو ان کے بھائی کے مزار پر جانے کی اجازت دی پھر سب

سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں مزاروں پر گئے اور ہر سال آپ ﷺ شہدائے احد کے مزاروں پر جاتے رہے اور آپ کے وصال کے بعد بھی خلفائے راشدین جاتے رہے۔اس سے بڑا ثبوت اور کونسا چاہئیے۔اس کے ثبوت کے لئے ہماری کتاب حقیقت سماع دیکھیں۔ عنوان حضور ﷺ کا اور خلفاء راشدین کا ہر سال شہدائے احد کے مزاروں پر جانا، مُردوں کا سننا، وصال کے بعد بزرگوں کی تعظیم، مزارات پر چادر چڑھانا، مزارات پر پھول چڑھانا، مزارات کا بوسہ دینا وغیرہ۔

جب بھی قبرستان سے گزر ہو یا قبرستان جاؤ تو اہل قبور کو سلام کرو اور اہل قبور سلام کا جواب دیتے ہیں۔یہ سارے مسلمان جانتے ہیں۔زندہ کو سلام کرنا ہے اور جو زندہ ہے وہی جواب دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رسول کی اطاعت کریں اور حضور ﷺ کا حکم ہے کہ اہل القبور کو سلام کرو۔قبرستان یا قبر پر جاؤ تو کہو السلام وعلیکم یا اہل القبور۔

حدیث شریف میں قبروں کو سجدہ کرنے کی ممانعت ہے۔اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صالحین کی قبروں کے جوار میں ان سے خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے مسجد نہیں بنانی چاہئیے۔کعبہ شریف سے بڑی دنیا کی کوئی مسجد نہیں ہے اور اس کے جوار میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں۔ تعظیم کعبہ کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور انکی والدہ کی قبریں ہیں۔(شرح مسلم شریف، جلد ثانی کتاب المساجد ص ۸۴)۔

کعبہ شریف کے بعد سب سے بڑی مسجد مسجد نبوی ہے اور اس کے جوار میں روضہ انور ہے (اس میں حضور ﷺ کا مزار اقدس ہے اور آپ کے ساتھ حضرت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رض کا اور حضرت عمر فاروق رض کا مزار اقدس ہے یہ دونوں حضرات حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی صف اول

میں ہیں۔ نبوت ورسالت کے بعد اگر کوئی مقام ہے تو ان کا ہے تو یہ اولیاء اللہ ہیں تو اولیاء اللہ کے مزاروں پر جانا درست اور جائز ہے۔

حوالہ :

جو شخص کسی مرد صالح کے جوار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں نماز پڑھے اور اس کی روح سے مدد کا قصد کرے یا اس کے آثار عبادت سے فیض حاصل کرنے کا قصد کرے جبکہ نماز میں اس کی تعظیم اور توجہ مقصود نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کعبہ میں حطیم کے پاس ہے اور اس جگہ نماز پڑھنا سب سے افضل ہے اور قبر کے پاس نماز پڑھنا اس وقت منع ہے جب اس جگہ کی مٹی اموات کی نجاست سے آلودہ ہو اور علامہ طیبّی کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کی صورت حطیم میں محراب کے نیچے ہے اور حطیم میں حجر اسود اور محراب کے درمیان ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔ (حوالہ شرح مسلم شریف جلد ثانی ص ۸۵)

ان تمام تفصیلوں سے معلوم ہوا کہ مزارات انبیاء اور اولیاء اللہ پر اللہ تعالیٰ کی خیر وبرکت کا نزول جس طرح حیات ظاہرہ میں رہا اسی طرح پردہ فرمانے کے بعد بھی ان کے مزاروں پر ہو رہا ہے۔

مزارات اولیاء اللہ شعائر اللہ ہیں

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۸)

قرآن شریف کی ایک اور آیت کا ترجمہ :

شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو۔ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۲)

شعائر اللہ جو بھی ہیں وہ کسی نبی یا ولی اللہ یا ولیہ کے جسم، ہاتھ یا پیر کی برکت سے بنا، نبی یا کسی ولی کی نسبت سے بنا۔ جبل الرحمت پر حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ مقام عرفات میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوّا کی ملاقات ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوّا کی ملاقات کے بعد یہ دونوں اسی مقام پر آئے جو موجودہ کعبہ شریف ہے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوّا نے اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تو کعبہ شریف دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ ہوئی اور نبی اور ولیہ کی رہائش گاہ نبی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوّا کی عبادت گاہ اور رہائش گاہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو اس قدر شرف و بزرگی بخشی ہے جو عمرہ یا حج کرے اور اس کا طواف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یہ ہے کعبہ شریف کی عظمت و بزرگی اور فضیلت۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے صفہ و مروہ کے درمیان سات بار پانی کے لئے سعی کی تو آپ کے پیروں کی برکت سے صفا و مروہ شعائر اللہ ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ اس پتھر پر آپ کے پیروں کے نشان بن گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے نبی کے پیروں کی نشان کی جگہ کو مقام

نماز بناؤ۔ یعنی اس جگہ نماز پڑھو۔

(پارہ ایک، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

حوالہ .

چاہیئے کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کے قبور عام کے قبوروں سے ممتاز رہیں۔ تاکہ پہچان کر لوگ ان سے فیض لیں۔ اسی لئے مقابر اولیاء اللہ (یعنی اولیاء اللہ کی قبریں) شعائر اللہ ہیں۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے تفسیر روح البیان کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں کہ شعائر اللہ کا ادب ضروری ہے۔ قرآن سے ثابت ہے لہٰذا قبروں کا ادب کرنا چاہیئے۔ ادب کے ہر ملک اور ہر زمانہ میں علیحدہ علیحدہ طریقے ہوئے ہیں۔ جو بھی ادب کا طریقہ ہو وہ اسلام کے خلاف نہ ہو وہ جائز ہے۔

(حوالہ کتاب جاء الحق، حصہ اول، صفحہ ۲۸۷ اور تفصیل دیکھنا ہے تو تفسیر ضیاء القرآن حصہ سوم، صفحہ ۲۱۲ اور ۲۱۴ دیکھیں)

حدیث شریف :

جو شخص جنازے کے ساتھ جائے۔ جب تک جنازہ لوگوں کے کندھے سے نہ اتارا جائے۔ نہ بیٹھے اور اگر بیٹھ جائے تو اسے کھڑا ہونے کو کہا جائے۔ حضرت ابو سعید خضری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو شخص اس کے ساتھ جائے تو وہ جنازہ رکھے جانے سے پہلے نہ بیٹھے۔

(بخاری شریف، جلد اول، کتاب الجنائز باب ۸۳۱، حدیث ۱۲۲۶، صفحہ ۵۱۲)

جب عام جنازے کی تعظیم ہے اور اسی طرح قبر میں بھی رکھنے کے بعد تعظیم ہے تو اولیاء اللہ کا مقام تو بہت ہی بڑا ہے لہٰذا اولیاء اللہ کے جنازہ اور مزار کی تعظیم تو اس سے بھی زیادہ کرنی ہے۔

تبرکات سے فائدہ اور برکت

۱: حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی ٹوپی میں حضور ﷺ کے بال مبارک سی کرر کھے تھے اور ہر جنگ میں اسی برکت سے کامیابی وکامرانی ہوتی تھی۔ یہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں ان سے زیادہ دین کون جانتا ہے۔

۲: حضرت معاویہؓ کے پاس حضور ﷺ کے تبرکات تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد یہ تبرکات میرے سینے، آنکھ اور منہ پر رکھ دینا۔

۳: حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتا بھیجا اور بھائیوں سے کہا کہ اس کرتے کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا۔ اس کرتے کے چہرے پر ڈالتے ہی آنکھوں کی روشنی واپس آگئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام دونوں نبی ہیں۔ کرتا غیر اللہ اور بے جان چیز ہے۔ اس میں نبی کے جسم کی برکت ہے اسی لئے انبیاء اور اولیاء اللہ کے تبرکات سے مدد لینا جائز ہے۔ شرک نہیں۔

حوالہ کے لئے سورۃ یوسف کا ترجمہ وتفسیر دیکھیں۔

حضرت اسماعیل علیہ اللسلام کو اور انکی والدہ صاحبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ شریف کے پاس چھوڑ کر چلے گئے تو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تو آپ کی والدہ صاحبہ نے صفاومروہ کے درمیان سات بارپانی کی سعی کی لیکن پانی نہ ملا۔ جب واپس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آئیں تو دیکھا کہ جس جگہ آپ کی ایڑیوں کی رگڑ زمین پر لگی وہاں سے پانی ابل رہا ہے، یعنی پانی کا چشمہ جاری ہے۔ اس وقت سے اب تک جاری ہے اور اللہ جب تک چاہے گا جاری رہے گا۔ اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی برکت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہدائے احد کے مزاروں پر جانا

حدیث بیان کی مثنیٰ نے سوید سے کہ خبر دی ابن مبارک نے ابراہیم بن محمد سے انہوں نے سہیل ابو صالح سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال تشریف لے جاتے تھے شہداء کی قبروں پر پھر فرماتے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" یعنی سلام ہو تم پر صبر کیا تم نے پس اچھا گھر ہے آخرت کا اور سیدنا صدیق اکبرؓ، اور عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی اپنے اپنے زمانے میں ہر سال قبور شہداء پر جایا کرتے تھے۔

(تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر، جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲ مولف ابن جعفر بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ)۔

یہ حوالہ کتاب گیارہویں شریف صفحہ ۵۶۰ مصنف حضرت علامہ الحاج صائم چشتی مرحوم سے لیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب حقیقت سماع۔

مزاروں کے متعلق مزید تفصیل

جس مزار کو حضور ﷺ بنادیں یا بنوادیں کس کی مجال ہے کہ اس کو برابر کرے اور مزاروں کا ادب ضروری ہے۔ جن کو معلومات نہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو مزاروں کو برابر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضور ﷺ ابھی مدینہ منورہ پہنچے ہی تھے، ابھی تو کسی صحابی کا وصال بھی نہیں ہوا تھا۔ جب کسی صحابی کا مزار تھا ہی نہیں تو پھر کس مزار کو برابر کرتے۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو جب مسجد نبوی بنانے کی جگہ ملی تو آپ ﷺ نے جو مشرکین کی قبریں اس زمین پر تھیں انکو برابر کرنے کا حکم دیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت انسؓ کا کہنا ہے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس باغ میں کیا کچھ تھا اس میں قبور مشرکین، کھنڈرات اور کھجوروں کے درخت تھے۔ آپؐ نے حکم دیا اور مشرکین کی قبریں کھودی گئیں اور کھنڈرات برابر کردیئے گئے۔ کچھ کاٹ کر ان کی لکڑیاں قبلہ رخ گاڑدی گئیں ان کی تبدیلی پتھروں سے کردی گئیں۔

(بخاری شریف جلد اول، باب ۲۸۹، حدیث نمبر ۴۱۳، صفحہ ۲۴۰)

عورتوں کا قبرستان جانا

اگر عورتوں کو قبرستان جانا منع ہوتا تو عورتوں کا قبرستان الگ ہوتا اگر عورتیں مردوں کو برہنہ نظر آتی ہیں تو مردے زندہ ہیں اور زندوں سے مدد لینا جائز ہے۔ یہ سب غلط افواہ اور روایتیں ہیں۔ اگر عورتوں کا قبرستان میں جانا منع ہوتا تو حضرت عائشہؓ اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کبھی بھی حضور ﷺ کے مزار اقدس پہ نہ جاتیں۔ جب شروع شروع مسلمان مدینہ منورہ گئے تو ابھی کسی بھی مسلمان کا وصال نہ ہوا تھا۔ قبرستان میں مشرکوں کی قبریں تھیں اس لئے حضور ﷺ نے قبرستان میں جانے سے روکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو قبرستان میں مسلمانوں کی قبروں پر جانے کی اجازت دی اور خود بھی خلفاء راشدین کے ساتھ اور تنہا بھی قبرستان گئے اور مسلمانوں کی قبروں پر جاکر ایصال ثواب کیا۔ اسی لئے حکم ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو اہل القبور کو سلام کرو۔ اب بھی حضور ﷺ کے مزار اقدس پر صبح سات بجے سے گیارہ بجے تک عورتوں کو عام اجازت ہے کہ جائیں اور سلام پڑھیں یا جو بھی ہو ایصال ثواب کریں۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے مزار اقدس ہیں۔ یہ دونوں صحابی رسول ہیں اور خلیفہ رسول ﷺ ہیں اور صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی صف اول میں ہیں تو اولیاء اللہ کے مزار پر جانے کا اس سے بڑا ثبوت اور کون سا چاہیئے۔ جنت البقیع میں چہار دیواری ہے جو زیادہ موٹی نہیں۔ چہار دیواری کتے بلی سے حفاظت کے لئے ہے۔ مگر مرد و عورتیں سب ہی فاتحہ پڑھتے ہیں۔ عام اجازت ہے اگر منع ہوتا تو حضور ﷺ کی حیات ظاہری سے ہی منع ہوتا۔

ایصال ثواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والدین کے لئے ،جو وصال کر چکے تھے، دعائے مغفرت کرر ہے ہیں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کرر ہے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت :

رَبَّنَا اغفِرلِیٔ وَلِوَ الِدَیَّ وَلِلمُؤمِنِینَ یَوم یَقُومُ الحِسَابُ

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔ (حوالہ پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم آیت ۴۱)

ابن ابی شیبہ ، حجاج بن دینار سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ والدین کی اطاعت کے بعد سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھو ،اور روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھو اور اپنے صدقات و خیرات کے ساتھ ان کے لئے بھی صدقہ و خیرات کرو۔ کیونکہ مردوں کو بھی ان سب نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مردے کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ، ماں یا بھائی بہن یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کے لئے دنیا و مافیا سے محبوب تر ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

(حوالہ مشکوٰۃ باب الستغفار)

رسول اللہ ﷺ کا فاتحہ خود دینا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اوز جندی'' میں فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کو فوت ہوئے تین یوم ہوئے تو حضرت ابوذر غفاریؓ خشک کھجور، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لائے اور ان کو حضور پرنور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے ایک بار الحمد شریف، تین بار سورۃ الاخلاص اور درود شریف پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور چہرہ انور پر پھیرے پھر ابوذر غفاریؓ کو تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا اور کہا کہ اس کا ثواب میرے ابراہیمؓ کو پہنچے۔

(حوالہ کتاب یازدہم شریف، صفحہ ۲۱، ۶۲)

نبی کریم ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیسرے دن، چالیسویں دن، اور چھٹے مہینے صدقہ دیا۔

(حوالہ کتاب کنز الانوار اللہ مجموعۃ الروایات، حاشیہ خزانۃ الروایات ماخوذ از کتاب ثواب العبادات مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ۔)

تفصیل کے لئے دیکھیے ہماری کتاب حقیقتِ سماع، عنوان ایصال ثواب۔

حضور ﷺ کا ختم فرمانا (ختم پڑھنا)

رسول اللہ ﷺ جب ختم شریف فرماتے تھے پس پڑھتے تھے ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس'' اور شروع فرماتے تھے الحمد شریف اور پھر پڑھتے تھے سورۃ البقرۃ ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن'' تک پھر دعائے ختم فرماتے (یعنی ایصالِ ثواب کرتے)۔

(حوالہ کتاب گیارہویں شریف صفحہ ۶ تا ۷ از حضرت مولانا صائم چشتی)

کونڈے کی نیاز

کونڈے کی نیاز یہ ہے کہ پہلے زمانے میں مٹی کے برتن زیادہ استعمال ہوتے تھے۔ لوگ نیاز دلانے کے لئے بازار سے مٹی کا برتن جس کو کونڈہ کہتے ہیں خرید کر لاتے اور اس میں رکھ کر نیاز دلاتے۔ اس لئے کونڈے کے نام سے نیاز مشہور ہو گئی۔

در اصل حضور ﷺ کو جب معراج ہوئی تو معراج کی یاد اور خوشی میں یوم معراج یعنی ۲۷ رجب کو فاتحہ دلاتے تھے۔ پھر یاد نہ رہا۔ جس کو جب بھی موقع ملا نیاز دلائی۔ حضرت امام جعفر صادق رضؓ اور حضرت معاویہؓ سے جو منسوب کرتے ہیں وہ غلط ہے۔ یہ نیاز حضور ﷺ کی ہے اور حضور ﷺ کی خاطر ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضؓ کا سالِ وصال ۱۵ رجب سن ۶۰ ہجری ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضؓ کا سالِ وصال ۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری ہے۔

گیارہویں شریف

جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اللہ تعالیٰ نے شرف و بزرگی بخشی تو آپ کو خیال آیا کہ یہ سب حضور ﷺ کی اطاعت کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔ تو آپ نے حضور ﷺ کی نیاز کرنے کا فیصلہ کیا۔ مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں تو کس تاریخ کو نیاز دلائیں؟ آپ نے اللہ تعالیٰ کے نام "اللہ" کے حروف کے نام نکالے تو یہ ۶۶ (چھیاسٹھ) ہوتے ہیں تو ان کو ملانے سے بارہ (۱۲) عدد ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کے نام "محمد" کے حروف کے عدد ۹۲ (بانوے) ہوتے ہیں۔ ان کو ملانے سے گیارہ (۱۱) کے عدد بنتے ہیں۔ اسطرح آپ نے تاریخ کا انتخاب کیا گیارہ اور بارہ کا۔ گیارہ کو نیاز دلائیں یعنی گیارہ اور بارہ کے درمیان۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو ولی کامل کا عمل پسند آیا اور سارے ملت اسلامیہ میں حضور ﷺ کی نیاز گیارہویں شریف کے نام سے ہونے لگی۔ جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے سات بار پانی کی سعی کی تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا۔ عمرہ یا حج کرنے والا جب تک صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی نہ کرے تو نہ عمرہ قبول اور نہ حج قبول ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ ہیں اور ان کی امت کی ولیہ ہیں اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ حضور ﷺ کی امت کے ولی کامل ہیں۔ حضور ﷺ کی امت ساری امتوں میں افضل ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ بھی افضل ہیں۔ اولیاء اللہ کا ہر عمل اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔ جو عمل اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے لئے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اللہ کی رضا اور حضور ﷺ کی محبت میں گیارہویں شریف کا

آغاز کیا اور ساری زندگی کرتے رہے۔ یہ عمل اللہ کو اللہ کے رسول ﷺ کو پسند ہے کیونکہ یہ فعلِ ولیٔ کامل کا ہے۔ اسی لئے اس کا کرنا خیر و برکت کا باعث اور اس کا کھانا بھی اللہ ورسول ﷺ کی محبت کا باعث ہے۔ جن کو اللہ توفیق دے وہ حضور ﷺ کی نیاز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دلائیں۔ کھائیں اور کھلائیں۔ ایسے کھلانا ثواب ہے اور نیاز دے کر کے کھلانا اور زیادہ ثواب کیونکہ رضائے الٰہی اور محبت رسول کے لئے کیا ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا وصال ۷ اربیع الثانی کو ہوا ہے۔ جس دن جس بزرگ کا وصال ہوتا ہے اسی تاریخ کو اس کا عرس ہوتا ہے۔ آپ کا عرس مبارک بغداد شریف میں ۷ اربیع الثانی کو ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔

اسلام میں یا اسلام کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھانا کھلانا اور آشنا اور نا آشنا کو سلام کرنا۔ اس کے لئے دیکھیں بخاری شریف، جلد اول، کتاب الایمان، باب ۶، حدیث ۱۱، صفحہ ۱۰۳۔

خلافت

خلیفہ یعنی جانشین یا نائب کو اہل طریقت مرشد، شیخ، امام پیشوا اور پیر صاحب بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگ رہبر اور ہادی بھی کہتے ہیں۔

طریقت میں مرشد کو امام اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی پیروی یعنی اطاعت ہمیشہ ہی کرنی ہے۔ رضائے الٰہی اور محبت رسول کے لئے اور جو مسجد کے پیش امام ہیں اس کی پیروی نماز میں کرنی ہے۔ لیکن وہ شیخ جس کو مرشد کہتے ہیں اور عرف عام میں پیر صاحب کہتے ہیں اس کی اطاعت محبت رسول اللہ ﷺ کے لئے سب کو کرنی ہے۔ کیونکہ اطاعتِ رسول اللہ ﷺ کو اردو میں پیروی رسول ﷺ کہتے ہیں۔ جو صاحب اجازت و خلافت یافتہ ہو اور حضور ﷺ کی دل و جان سے پیروی کرتا ہو اور دوسروں کو بھی اس پہ عمل کرنے کی دعوت دیتا ہو تاکہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب ہو جائیں اور خلیفہ اس کو اس کا مرشد بناتا ہے۔ خلافت کا سلسلہ روز اول سے ہے جس کا ذکر کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور نبوت و رسالت کا منصب بھی عطا فرمایا۔ جو سلسلہ خلافت اور نبوت چلا آرہا تھا وہ حضور ﷺ پر ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی ہیں لہٰذا حضور ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب قیامت تک حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ خلیفہ ہوں گے اور خلافت یعنی سلسلہ ولایت تاقیامت جاری رہے گا۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں اس کا ذکر تفسیر روح البیان پارہ نمبر ۲۶ صفحہ ۲۳۶ پر اردو ترجمہ میں دیکھیں۔ اور تفسیر ضیاء القرآن میں ہے

کہ نبی کریم کی ذات مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے اگر حضور ﷺ کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم پیدا ہی نہ ہوتے۔ بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا (تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، سورۃ البقرہ، صفحہ ۱۵)۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب شہنشاہ کونین میں عنوان اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول واعظم۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے تو ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے۔

(پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۵۵)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان) اور وہی ہے جس نے تمہیں (اپنا) خلیفہ زمین میں بنایا۔

(پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۶۶)

چونکہ صحابہ کرام صدیقین اولیاء اللہ بھی ہیں اور ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں اور حضور ﷺ نے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی جو عظمت وفضیلت بیان کی ہے ان کا ذکر حدیث شریف کی کتابوں میں موجود ہے اور چند حدیثیں یہاں بھی تحریر کی جا رہی ہیں۔

احادیث شریف :

۱ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء لوگوں پر حکمرانی کرتے تھے اور ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی ان کا خلیفہ ہوتا لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہم کو ان لوگوں کے بارے میں

حکم فرمائیں۔ فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔

(بخاری شریف جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث ۲۷۲، صفحہ ۳۱۰)

(تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب شہنشاہ کونین عنوان اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم)

۲ : حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کرلیا ہے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے ہیں۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، اور علیؓ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔

(کتاب الشفاء باب سوم، فصل ۵، صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

۳ : حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرو۔

(کتاب الشفاء باب سوم، فصل ۵، صفحہ ۴۲۰)

۴ : حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ اس دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد نہیں لیا کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوں گے۔ پھر حضرت عمرؓ اور پھر عثمانؓ اور پھر میں (ابن ابی طالب)۔

(حوالہ کتاب غنیۃ الطالبین، عنوان خلافت راشدہ، ذکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ)

۵ : حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس چار بہشتی ٹوپیاں لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حکم الٰہی یوں ہے کہ اصحاب میں سے جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین محبوب

الٰہی الفضل الفوائد، حصہ اول، کتاب اسرار الاولیاء، فصل ۱۲، کتاب سبع سنابل دوسر سنبلہ صفحہ ۱۲، ہماری کتاب طریقہ عرفان الٰہی اور شان اولیاء اللہ)

قرآن شریف نازل ہو چکا ہے، دین مکمل ہو چکا ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی دین کی تعلیم مکمل کر دی اور خاص کر خلفاء راشدین کی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے علم و عمل کے وارث ہیں، ولی کامل ہیں جو عالم دین حضور ﷺ کی صحبت سے بنے اور روحانی فیض سے ولی کامل بنے ان سے بڑا ہادی و رہبر کون ہو سکتا ہے۔ اسی لئے یہ سب سے بڑے ہدایت یافتہ ہیں، یہ سب حضور ﷺ سے بیعت ہیں اور ان کے ہاتھ میں حضور ﷺ کا ہاتھ آیا جس کی وجہ سے یہ سب بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن کے متعلق کئی حدیثیں ہیں جو اس سے قبل بھی تحریر ہو چکی ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ پوری کائنات کے رسولؐ ہیں اور خاتم الانبیاء بھی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو آگاہ فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب گمراہ ہوں گے، بعض جگہ لکھا ہے کہ دوزخی ہوں گے، صرف ایک فرقہ صحیح ہوگا بخشا ہوا ہوگا جس پر میرے صحابہ آج کے دن ہیں اور دوسری جگہ ہے کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ اس سے قبل بھی یہ حدیثیں تحریر ہو چکی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے میرے محبوب آپ صحابہ کرام میں سے ایک جماعت بنا دیں۔ جو آپ ﷺ کا طریقہ ہے، جو آپ کی سنت ہیں یعنی علم و عمل بعینہٖ قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کو من و عن ملے چوں کہ سارے صحابہ کرام ہدایت یافت اور انعام یافتہ ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:

تم میں سے ایک جماعت ہو جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور حکم

دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)

لہٰذا حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی جماعت بنائی یعنی خلفاء راشدین کو اس اہم فریضہ پر مامور کیا اور فرمایا

حدیث شریف :

تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو، اسے دانت سے مظبوط پکڑ لو۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اول باب الاعتصام صفحہ ۱۶۶)

خلفاء راشدین حضور ﷺ کے علم و عمل، ظاہری و باطنی علوم شریعت، طریقت حقیقت اور معرفت سب سے واقف ہیں۔ یہ سب علوم ان کو حضور ﷺ سے بلا فصل ملے۔ درمیان میں کوئی حائل نہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کے علم و عمل کے صحیح وارث اور جانشین ہیں یہ صاحبِ بصارت، صاحبِ بصیرت اور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ حضور ﷺ کی محبت اور اطاعت کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس پر چلو اور نہ چلو دیگر راہوں پر ورنہ وہ جدا کر دیں گی تمہیں اللہ کے راستے سے۔ یہ وہ باتیں ہیں جس کا حکم دیا تمہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(پارہ ۵، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۴)

قرآن شریف کی ایک اور آیت کا ترجمہ :

اے محبوب آپ ﷺ لوگوں سے فرمائیں یہ میری راہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ جو اہل بصیرت ہیں (جو دل کی آنکھیں رکھتے

ہیں) وہ میرے قدموں پر چلیں (یعنی وہ دل وجان سے میری اطاعت کریں)

(پارہ ۱۳، سروۃ یوسف، آیت ۱۱۸)

حضور ﷺ کا صحیح علم و عمل کے وارث اور جانشین خلفاء راشدین ہیں۔ اور یہی سب سے افضل ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں۔ جس کا ذکر کئی بار ہو چکا ہے۔ قرآن شریف کے اس ترجمہ سے بات واضح ہو جاتی ہے۔

ترجمہ :

جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول ﷺ کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء (انبیاء کرام) صدیقین (اولیاء کرام) اور شہداء (شہداء کرام) اور صالحین یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

حضور ﷺ کے سارے صحابی صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ نبوت کے بعد جو بھی قرآن شریف اور حدیث شریف میں بزرگی اور فضیلت حضور ﷺ کے امتیوں کی بیان کی گئی ہیں ان میں صحابہ کرام صف اول میں ہیں کیونکہ یہ صحابی رسول اللہ ہیں۔ صدیقین یعنی اولیاء اللہ بھی ہیں۔ اور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بھی ہیں۔ ان سب میں افضل خلفاء راشدین ہیں۔

حضور ﷺ جس کو اپنا خلیفہ بنائیں اس سے بڑی اور افضل دونوں جہاں میں کونسی نعمت اور انعام ہے۔ حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ جو حضور ﷺ کا چاہنے والا ہے وہی اللہ تعالیٰ کا چاہنے والا ہے۔ جو حضور ﷺ کا خلیفہ ہے وہی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور انعام ہیں اور خلافت سب سے بڑا انعام ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی

نعمتوں میں نعمت عظمیٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتے اور جنات کو خلیفہ نہیں بنایا۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ اور حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو اس قدر عظمت ہے خلافت کی کہ حضور ﷺ کی ساری امت میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔

اس لئے نماز کی ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگنے کو اللہ تعالیٰ نے لازمی قرار دیا ہے۔ انعام یافتہ لوگوں میں خلفاء راشدین افضل ہیں پھر خلفاء راشدین کے خلیفہ پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ، خلیفہ در خلیفہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہیگا۔ نماز میں جب ہم سورۃ الحمد شریف پڑھتے ہیں تو اس مقام پر اس آیت پر پہنچتے ہیں۔

(اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے اور ان کے راستے پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ گمراہوں کے۔ (یعنی جن پر تیرا عذاب ہوا ہے اور جو گمراہ ہیں ان کے راستے پر نہ چلا۔)

نماز کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے کسی انعام یافتہ بندے کے پاس نہیں جاتا کہ بتاؤ انعام یافتہ بندے کس طرح بنتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب کیسے ہو جاتے ہیں۔ اچھی ملازمت چاہیئے، اچھا رہن سہن چاہیئے غرض یہ کہ ہر اچھی چیز چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے چاہتے ہو تو تنہائی میں آئینے کے سامنے جا کر فیصلہ کرو کہ حضور ﷺ کی اطاعت کس قدر کی ہے اور جو باقی ہے خود ہی عمل کر کے اس کمی کو پورا کر لو۔ یہ درست ہے کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی پوری پیروی کوئی نہیں کر سکتا لیکن جتنا ہو سکتا ہے وہ تو کرو اور پیروی کرنے والوں پر اعتراض تو نہ کرو اور پھر

جب ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کے لئے کسی انعام یافتہ بندے یعنی خلیفہ کے پاس جاکر انعام یافتہ بننے یا ہونے کا علم سیکھو تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شمار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ دل میں موجود ہے اس نے حسن و جمال دیا، عقل و شعور دیا، عزت و دولت دی اس قدر مشفق اور رحمٰن و رحیم کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر انعام یافتہ ہونے میں کیوں پس و پیش سے تکمیل وعدہ کرو۔ محبت اللہ کی اگر آپ کو سچی ہے، اگر آپ کے علاقے میں کوئی ایسا خلیفہ یعنی انعام یافتہ بندہ نہیں تو پورے ملک میں تو ہوگا۔ تلاش کریں جو حضور ﷺ کی سنت کا سب سے زیادہ پابند ہے یعنی سب سے زیادہ پیروی یعنی اطاعت کرتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی توفیق مانگو کیونکہ جس کو اسکول میں داخلہ نہ ملے وہ جاہل، جس کو دار لعلوم میں داخلہ نہ ملے تو وہ عالم دین نہیں، جس کو میڈیکل کالج میں داخلہ نہ ملے تو وہ ڈاکٹر نہیں۔ اب قرآن شریف کی اس آیت کا ترجمہ پڑھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کردے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد۔

(پارہ ۱۵، سورۃ کہف، آیت ۱۷)

فیصلہ کرلیں کہ بے مرشد بے ہدایت ہوتا ہے جو بے ہدایت ہو وہ کیسا ہوتا ہے فیصلہ کریں۔

حضور ﷺ کے دست حق پرست پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد نے بیعت کی ان کا ذکر تمام حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ جس کا ذکر ہم نے اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ کردیا ہے۔ دیکھو ہماری کتابیں طریقہ عرفان الٰہی، حقائق تصوف، اور شان اولیاء اللہ غرض یہ کہ جو لوگ حضور ﷺ کے ہاتھ

پر بیعت ہوئے تو اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے ان کو یہ مقام حاصل ہوا کہ وہ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور ان داخل ہونے والوں میں سب سے پہلے خلفاء راشدین ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار افراد ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔ یا سات لاکھ جنہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے ایک تعداد کے اندر شک ہے۔ یہاں تک کہ ان کے پہلے سے آخری تک سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(حوالہ بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۱۴۶۳، صفحہ نمبر ۵۲۶)

جو بیعت کا سلسلہ حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے جاری کیا وہ آج بھی من و عن جاری ہے۔ اس بیعت رسول کو عام طور سے بیعت طریقت یا پیری مریدی کہتے ہیں۔ در اصل اطاعت رسول ﷺ کا جو طریقہ عملی طور پر خلفاء راشدین سے چلا آرہا ہے اور وہ ساری ملت اسلامیہ میں پھیلا ہوا ہے اور سارے اہل علم جانتے ہیں یہ بیعت ہوتی ہے اللہ اور رسول کی محبت اور اطاعت کے لئے۔ تاکہ مرشد کی تعلیم و تربیت کے ذریعے دنیاوی الجھنوں سے اور شیطان کے مکرو فریب سے بچ کر اطاعت رسول کر کے اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب ہو کر ہدایت یافتہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کیا انعام دیتا ہے یہ اس کے کرم پر ہے۔

نوٹ:

دور حاضر میں بعض لوگوں نے اور بعض جماعت کے امیروں نے بھی

بیعت لینا شروع کر دیا ہے اور بعض فارم بھی پُر کراتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی یہ
یہ جس جماعت کے امیر ہیں اس جماعت کی وفاداری اور اطاعت کرنی ہے اور جس
کی بیعت کی ہے یا جس جماعت کے امیر کی بیعت کی ہے یا جس جماعت کا فارم بھر
ہے سب کا حاصل یہ ہے ان کی اطاعت کرنی ہے ان کا حکم ماننا ہے۔ جس عقائد
کے ہیں بس ان کے عقائد کی پابندی کرنی ہے اور اس کو چاہنا ہے۔ جیسا کہ تحریر
ہو چکا ہے کہ بیعت طریقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے لئے
ہے تا کہ شیخ طریقت یعنی مرشد کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے صحیح صحیح
اطاعت رسول کرے۔ اور اطاعت رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کرنے کی وجہ
سے اللہ فضل کرتا ہے اور مرشد کی تعلیم ایسی عمدہ ہوتی ہے کہ شیطان اور نفس
امارہ کے مکروفریب سے بچ کر اللہ کا مقبول اور محبوب ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر تحریر
ہو چکا ہے۔ چونکہ بیعت طریقت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت
کے لئے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو اور ہدایت یافتہ ہو
کر انعام یافتہ ہو جائے۔ اس لئے جو مرشد سے بھاگا وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے
بھاگا اور ہدایت کا رستہ چھوڑ کر بھاگا تو گمراہی کی طرف گیا یہ فیصلہ اولیاء اللہ اور
مرشدین کامل اور اہل طریقت کا ہے۔ بچہ اسکول نہ گیا یا اسکول سے بھاگ گیا تو کیا
بنا۔ غرضیکہ ہر علم کا استاد ہوتا ہے۔ شیطان اور اسکے مکروفریب سے بچنے کا علم اور
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کا جو علم سکھائے تا کہ اللہ تعالیٰ کا
مقرب و محبوب ہو کر انعام یافتہ ہو جائے تو یہ استاد یعنی مرشد کیسا ہے۔ مرشد
کہتے ہیں رشد و ہدایت کی تعلیم دینے والے کو رشد و ہدایت چاہیئے تو کسی ہادی کے
ذریعہ ملے گی۔

فتنوں اور تبلیغ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقون میں منافقوں کا ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو منافقوں سے فتنہ گروں سے غرض یہ کہ ان سبھوں سے آگاہ فرمادیا ہے۔اس لئے حضور ﷺ نے ہونے والے فتنوں سے صحابہ کرام کو آگاہ کردیا تاکہ قیامت تک ہونے والے امتی ان فتنوں سے محفوظ رہیں اور علماء کرام ان سے اچھی طرح واقف ہیں اور یہ اپنے واعظوں میں اکثر گمراہوں کے عقائد سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

۱ : ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور اس جگہ پر کوئی بات آپ ﷺ نے نہیں چھوڑی جو قیامت تک ہوگی مگر وہ بیان فرمادی۔یادرکھا جس نے اسے یادرکھا اور جو بھول گیا اسے وہ بھول گیا۔ میرے یہ ساتھی اس بات کو جانتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے تو مجھے بھی یاد آجاتی ہے جیسے کوئی ایسے آدمی کے سامنے بیان کرے جو موجود نہ ہو پھر جب اسے دیکھے تو جان لے۔

(سنن ابو دوود شریف، جلد سوم، فتنوں کا بیان، صفحہ ۲۸۳)

۲ : حضرت حذیفہ بن ایمانؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھی بھول گئے یا جان بوجھ کر ایسا کہتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی فتنے کے سرغنہ کو نہیں چھوڑا جو دنیا کے ختم ہونے تک ہوگا اور اس کے ساتھی تین سو تک پہنچیں گے۔یا اس سے زیادہ مگر وہ ہمیں نام لے کر بتادیا اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام۔

(سنن ابی داؤد شریف، جلد سوم، فتنوں کا بیان صفحہ ۲۸۳)

۳:۔ حضرت حذیفہؓ کی یہ بیان کردہ حدیث کی تفصیل، بخاری شریف کی حدیث میں تفصیل سے پڑھیں جو اس کے بعد تحریر کی جارہی ہے یہاں ذکر صرف یہ ہے کہ یہ حدیث سنن ابی دوؤد میں بھی ہے۔ آپؓ عرض گزار ہوئے (حضرت حزیفہؓ) یارسول اللہ ﷺ کیا خیر کے بعد شر ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) اندھا اور بہرہ فتنہ ہوگا۔ تبلیغ کرنے والے جہنم کے دروازے کی طرف بلارہے ہوں گے۔

(حوالہ سنن ابی داؤد، حصہ سوم، فتنوں کا بیان صفحہ ۲۸۶)

۴:۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک قوم راستہ بتائے گی لیکن میرے راستہ کے علاوہ تم ان میں بھلائی اور برائی کا مجموعہ دیکھو گے میں عرض گزار ہوا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے۔ فرمایا کچھ مبلغ ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازہ کی طرف بلائیں گے جو ان کے پاس آجائے گا اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں ان کا کچھ حال بتایئے فرمایا کہ وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی بولی میں گفتگو کریں گے میں عرض گزار ہوا۔ کہ اگر میں ان کو پاؤں تو آپ ﷺ میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہنا۔

(بخاری شریف جلد دوئم کتاب الانبیاء حدیث ۸۱۲ صفحہ ۳۵۹)

تشریح حدیث نمبر شمار ۳ میں ہے کہ تبلیغ کرنے والے جہنم کے دروازے کی طرف بلارہے ہوں گے اور حدیث نمبر شمار ۴ ہے کہ مبلغ ہوں گے مبلغ کے معنی تبلیغ کرنے والے کے ہیں اور خیر کے بعد شر یعنی اخلاق اچھا ہوگا محبت سے بلائیں گے لیکن یہ سب دھوکا یعنی منافقت ہوگی کیوں کہ ان کے دلوں میں ایمان نہ ہوگا یعنی محبت رسولؐ سے دل خالی ہوں گے۔ اس لئے ان کا راستہ دوزخ کا راستہ ہے۔ ان سے بچنے کا طریقہ جو حضور ﷺ نے فرمایا وہ ہے اور یہ بھی فرمایا:

اگر زمین میں اللہ کا خلیفہ ہو جو تمھاری پیٹھ توڑ دے اور تمھارا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں سنن ابو داوٗد شریف، جلد سوئم، فتنوں کا بیان، حدیث ۸۴۲، صفحہ ۲۸۵)

حضور ﷺ کا نجد کے لئے دعا نہ کرنا

۵ :۔ حضرت نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ہمارے نجد میں بھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

(بخاری شریف جلد سوئم، کتاب الفتن، حدیث نمبر ۱۹۷۱، صفحہ ۷۲۶)

۶ :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آپ ﷺ مشرق کی جانب منہ کر کے فرما رہے تھے خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب الفتن صفحہ ۷۲۶، حدیث ۱۹۷۰)

۷ :۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف منہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر کا مرکز (روس الکفر) یہاں ہے جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

(شرح مسلم شریف جلد ۷ کتاب الفتن صفحہ ۷۷۲) مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب نجد ہے۔)

تشریح :

عربی میں شیطان کہتے ہیں اور فارسی میں دیو کہتے ہیں۔ قرن الشیطان کے معنی ہیں شیطان کے تابع لوگ۔ دیکھیے جامع لغات یعنی المنجد صفحہ ۷۹۸۔

زلزلہ کے معنی زمین کا جنبش میں آنا، زمین کا ہلنا، بھونچال، غرض یہ کہ

شیطان کے تابع لوگوں کا گروہ پیدا ہوگا جس طرح ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کا منکر ہے اسی طرح یہ شیطانی گروہ جو وہاں پیدا ہوگا حضور ﷺ اور ان کے اہل بیت صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی عظمت کا منکر ہوگا۔ جس طرح ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے کو افضل جانا اسی طرح اس کے تابع لوگ اپنے کو حضور ﷺ، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ سے افضل جانیں گے۔ جس طرح ابلیس صرف اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اسی طرح شیطان کے تابع لوگ بھی صرف اللہ ہی کو مانیں گے۔ غرض یہ کہ جس طرح بھونچال آتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے۔ بعض جانوں کا نقصان بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان کے تابع لوگوں کے گروہ اور ان کے عقائد سے اہل ایمان کو دکھ ہوگا اور ان غلط باتوں سے دل دہل جائے گا۔ بہت سی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ان میں شامل ہو کر ایمان کو کھو بیٹھیں گے۔ اس لئے جو جس علاقے میں رہتا ہے وہ علماء کرام سے مل کر رہے۔ عقائد کی اصلاح کرے۔ ہمارا کام تشریح کر دینا ہے اور علماء کرام دین کے ماہر ہیں۔ یہ آپ کی اس سلسلہ میں مدد کریں گے۔ نجد کا نام اب ریاض ہے۔ راس الکفر کفر کا مرکز، کفر نکلنے کی جگہ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ عظمت حضور ﷺ کے منکر ہوں گے۔

۸:۔ حدیث شریف :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیس جھوٹے ہوں گے وہ سب گمان کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا اور سب پر غالب رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجاوے۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد ۷، باب فتنوں کا بیان، صفحہ ۲۲۰)

امت کا پہلا فتنہ گر

۹:۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے شخص کی زیادتی عبادت کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ شخص وہیں نمودار ہو گیا۔ (جس کا ذکر ہو رہا تھا۔) آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے چہرے سے مجھے شیطان کے آثار نظر آتے ہیں۔ جب وہ آپ ﷺ کے نزدیک آیا تو آتے ہی سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حلفیہ بتاؤ جب تم اس مجلس کی طرف آ رہے تھے تو کیا تم اپنے آپ کو سب سے بہتر نہیں سمجھتے تھے؟ وہ کہنے لگا (ہاں) اس کے بعد وہ چلا گیا اور زمین پر ایک لکیر کھینچی اور مسجد بنا کر نماز میں کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کون ہے جو جا کر اسے قتل کر دے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ واپس آکر حضور ﷺ کو بتایا کہ وہ نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کون ہے جو جا کر اسے قتل کر دے۔ حضرت عمرؓ اٹھے اور انہوں نے بھی یہ منظر دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور واپس آکر بتایا۔ حضور ﷺ نے پھر تیسری بار فرمایا کون ہے جو اسے قتل کر دے۔ حضرت علیؓ اٹھے اور کہنے لگے میں حاضر ہوں جب آپ وہاں پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ واپس آکر بتایا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری امت کا پہلا شخص ہو گا جو خارج ہو گا۔ اگر اس کو قتل کر دیا جاتا تو امت میں دو شخصوں کے درمیان کبھی اختلاف رونما نہ ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔

(حوالہ کتاب شواہد النبوت، صفحہ ۲۱۰)

۱۰:۔ حدیث شریف :

حضور ﷺ نے مشرق کی طرف منہ کر کے کہا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ فتنہ یہاں سے اٹھے گا، فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الفتن، حدیث نمبر ۱۹۶۹، صفحہ ۷۲۶)

۱۱:۔ حدیث شریف :

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو خدا کی قسم اگر مجھے آسمان سے گرا دیا جائے تو یہ مجھے آپ پر جھوٹ بولنے سے زیادہ پسند ہے اور جب میں تم سے وہ بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کن ہیں تو لڑائی دھوکا ہوتی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب آخری زمانے میں ایک ایسی قوم نکلے گی جو عمر کے کم اور عقل سے کورے ہوں گے۔ وہ سرور کائنات کی حدیثیں بیان کریں لیکن ایمان ان کے اپنے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے روز ثواب ملے گا۔

(بخاری شریف، جلد سوم، کتاب استتابہ المرتدین، حدیث نمبر ۱۸۲۱، صفحہ نمبر ۶۶۰۔ ۶۶۱ اور بخاری شریف جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث ۸۱۶ صفحہ ۳۶۱)

۱۲:۔ حدیث شریف :

ابو سلمہ اور عطار بن یساد دونوں حضرات ابو سعید خدری کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے حروریہ کے بارے میں کچھ سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ

حرور یہ کیا ہے۔ہاں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے اور یہ نہیں فرمایا کہ ایسی قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے وہ قرآن کریم کو پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گایاان کے نرخرے سے وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکالا جاتا ہے کہ شکاری اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے پھل، اس کے پروں کو پھر اس جڑ کے اوپر شک گزرتا ہے کہ شائد اسی کو تھوڑا بہت خون لگا ہوا ہے۔

(حوالہ بخاری شریف جلد سوم، کتاب استشابتہ المرتدین، حدیث نمبر ۱۸۲۲، صفحہ نمبر ٦٦١)

۱۳:۔ حدیث شریف :

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے ۔آپ ﷺ مال تقسیم فرمارہے تھے۔پس بنی تمیم کا ایک شخص ذو الخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ انصاف سے کام لیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا۔اگر میں انصاف نہ کروں تو ناکام اور نامراد رہ جاؤں گا۔حضرت عمرؓ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔فرمایا جانے دو کیونکہ اس کے اور بھی ساتھی ہیں تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو بھی ان کے روزوں کے بالمقابل حقیر جانو گے۔یہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔اگر ان کے پکڑنے کی جگہ کو دیکھا جائے تو کچھ نہیں ملے گا۔پھر ان کے پر کو دیکھا جائے گا تو تب بھی کچھ نہیں ملے گا۔حالانکہ وہ گندگی اور خون سے گزرا

ہے۔ان کی نشانی یہ ہے ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مانند یا گوشت کا لوتھڑا ہوگا۔جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائیں گے تو ان کا خروج ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ بن ابو طالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے۔اور میں بھی لشکر اسلام کے ساتھ تھا۔حضرت علیؓ نے اس آدمی کے تلاش کرنے کا حکم دیا۔جب اسے لایا گیا تو اس کی وہ تمام نشانیاں دیکھیں۔جو آپ ﷺ نے بیان فرمائیں تھی۔

(بخاری شریف، جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۱۵، صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱ اور بخاری جلد سوم، حدیث نمبر ۱۸۲۴، صفحہ ۶۶۲)

۱۴:۔ حدیث شریف:

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا آپ ﷺ نے وہ سونا تقسیم کر دیا۔پھر ایک آدمی آگے بڑھا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔رخسار لٹکے ہوئے تھے۔پیشانی آگے نکلی ہوئی تھی۔داڑھی گھنی اور سر منڈھا ہوا تھا کہنے لگا اے محمد اللہ سے ڈر۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کی اطاعت کون کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کی امانت میرے سپرد کر دی ہے لیکن تم مجھے امین ہی نہیں سمجھتے۔ایک شخص نے اسے قتل کر دینے کی اجازت طلب کی لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل میں یا اس کے پیچھے ایسی جماعت ہے جو قرآن کریم کو خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔وہ اہل اسلام کو قتل کیا کریں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔اگر میں ان کو پاؤں تو قوم عاد کی

طرح قتل کر دوں۔

(بخاری شریف۔ جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۵۶۹، صفحہ ۲۵۸، ۲۹۵)

15:۔

حضرت ابن عمرؓ خارجیوں کو بد ترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا کہ انہوں نے جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں، انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے۔

(بخاری شریف، جلد سوم، کتاب استتابہتہ المرتدین باب ۱۰۳۳، صفحہ ۶۶۰)

16:۔ حدیث شریف:

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے پیشوا (امام) ہوں گے جو نہ میری سنت اختیار کریں گے اور نہ میرے طریقے پر چلیں گے ان میں کچھ لوگ اٹھیں گے۔ جن کے دل شیطانوں کے ہوں گے انسانی جسموں میں۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد ساتویں، فتنوں کا بیان، صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

تشریح: انسانی جسم میں شیطان ہوں گے۔ (صفحہ ۱۹۴)

بد ترین مخلوق

بد ترین مخلوق کون ہیں ؟اس کے متعلق قرآن و حدیث کا جو فیصلہ ہے وہ تحریر کیا جارہاہے جس طرح سونا کیسا ہے اس کا فیصلہ سنار کرے گا۔اپنی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد فیصلہ کرتا ہے کہ یہ سونا کیا ہے۔جواہرات کی قدر جوہری ہی جانتا ہے یا بادشاہ جانتا ہے۔جوہری جواہرات فروخت کرتا ہے اور بادشاہ اوروں کی نسبت جواہرات زیادہ استعمال کرتے ہیں۔اور قیمتی سے قیمتی جواہرات سے واقف ہوتے ہیں۔اسی طرح اچھے اور بُرے انسانوں کو ان کے کردار سے جو لوگ ان کے قریب ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں خالق کائنات نے ساری کائنات بنائی اور اس کائنات میں انسان کو افضل و اعلیٰ بنایا۔ حسن و جمال دیا، عقل و فہم دیا، غرض یہ کہ کائنات ہی انسانوں کے لئے بنائی جیساکہ کتنی جگہ ہماری کتابوں میں اسکی تشریح موجود ہے اور کہاکہ علماء کرام جانتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور ﷺ کو بنایا اور ان کی خاطر ان کے نور سے پوری کائنات بنائی اور حضور ﷺ کو اپنے نور سے بنایا۔یہ کائنات جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بنائی ہے تو مشفق و مہربان اور ماں باپ سے زیادہ چاہنے والے مالک کی عبادت فرض عین ہے۔اس کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے بلکہ فرض ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اپنا وصیلہ اور ذریعہ بنایا اور حکم دیا کہ میرے بندوں کو بتاؤ کہ تمہاری اطاعت کریں اور تمہارے بتائے ہوئے طریقے پر جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو گیا یعنی مقبول ترین بندہ ہو گیا اور جس نے انبیاء کرام کی نبوت ورسالت کا انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہو گیا۔اور کفر کی وجہ سے بد ترین مخلوق میں شمار ہو گیا۔

مثال :

ایک حکومت ہے (یعنی گورمنٹ ہے) بادشاہ یا صدر سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا ملازم جہاں بھی کسی دفتر، فوج، پولیس میں ملازمت کرتا ہے وہ سب سرکاری ملازم (گورمنٹ سرونٹ) کہلاتے ہیں۔باقی ملک کے باشندے یعنی شہری ہیں۔اس ملازمت میں افسر، سپاہی، کلرک بھی شامل ہیں۔جو اچھا کام کرتے ہیں ان کو انعام ملتا ہے اور ملک کے باشندے جو حکومت کا قانون نہیں مانتے تو قانون کی مخالفت کی وجہ سے مجرم ہیں اور جو مخالفت کرتا ہے یا بغاوت کرتا ہے تو پھر حکومت کا مخالف یا باغی کو سزا قانون کے مطابق ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خلاق و مالک ہے اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اسی لئے حضور ﷺ کی حیات ظاہری سے لے کر قیامت تک آپ ﷺ کی اطاعت کرنی ہے اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے کیسے کرنی ہے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جن کو حضور ﷺ نے قرآن و حدیث کی تعلیم دی اور خود عمل کر کے بتا دیا اور دکھا دیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے خود کہا کہ بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم کو پہنچا دیا ہے۔اور تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کی تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب (قرآن کریم) اور اس کے نبی کی سنت۔

(حوالہ کتاب ضیاء النبی ﷺ، جلد ۴، صفحہ ۷۵۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ دین کامل ہو گیا۔قرآن شریف نازل ہو گیا۔حضور ﷺ نے قرآن شریف اور حدیث شریف کی مکمل تعلیم دی اور عملی طور پر خود عمل کر کے دکھا دیا اور فرمایا کہ میرے صحابہ کرام مثل ستاروں کے ہیں (انجم ہیں) تم جس کی بھی اطاعت کرو گے ہدایت پاؤ گے اور حجۃ الوداع میں

صحابہ کرام کے سامنے فرمایا بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور قرآن و حدیث چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ہر ہر آیت، ہر ہر الفاظ تک سمجھا دیا کہ یہ آیات اور سورت اللہ تعالیٰ کی شان میں ہے۔ یہ آیت اور سورت حضور ﷺ کی شان میں ہے۔ یہ آیت اور سورت انبیاء کرام کی شان میں ہے، یہ آیت اور سورت اللہ اور رسول کی اطاعت میں ہے۔ اس آیت میں صحابہ کرام کا اور مومنوں اور مسلمانوں کا ذکر ہے یا ان کی شان میں ہے۔ یہ آیت کافروں، مشرکوں کے لئے آئی ہیں، ان سب کے باوجود منافق اور خارجی نہ حضور ﷺ کو دل سے چاہتے ہیں اور نہ خلفاء راشدین کو اس لئے ان کی اس بد عقیدگی کی وجہ سے حدیث میں ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کو خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا نمازیں خوب پڑھیں گے لیکن دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر واپس نہیں آتا۔ اس طرح یہ دین میں دوبارہ واپس نہیں آئیں گے جیسا کہ حدیث میں درج ہے کہ یہ بد ترین مخلوق ہیں۔ کیونکہ جو آیات کافروں کے لئے ہیں اور بتوں کے لئے ہیں ان آیات کو مسلمانوں پر اور خاص کر اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں تو جو اولیاء اللہ کو بتوں اور کافروں کی آیات سے تشبیہ دے وہ کیسا مسلمان ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ جو میرے کسی ولی کو برا کہتا ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ ایمان دار کہاں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔

(بخاری شریف جلد سوم، حدیث ۱۴۲۲، صفحہ ۵۱۲)

حضرت ابن عمرؓ خارجیوں کو بد ترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا کہ انہوں نے ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے۔

(حوالہ بخاری شریف جلد سوم باب ۱۰۳۳، حدیث ۱۸۱۲، صفحہ ۲۶۰)

حضور ﷺ نے خارجیوں کے متعلق فرمایا کہ قرآن شریف بہت پڑھیں گے جوان کے گلے سے نہ اترے گا اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ ان کی علامت سر منڈوانا ہے یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بد ترین مخلوق ہیں۔

(حوالہ شرح مشکوۃ شریف جلد پنجم، باب مرتدوں اور فادیوں کا قتل، صفحہ ۲۷۴۔۲۷۵)

نوٹ: اپنے اپنے قریبی علمائے کرام سے تفصیل معلوم کریں۔

من دون اللہ

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن سارے بتوں کو تڑوا کر کعبہ شریف کو بتوں سے پاک کر دیا لیکن یہ آیات قرآن شریف میں موجود ہیں اور سارے علماء کرام جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو قرآن و حدیث اچھی طرح سمجھا دیا اور عمل کر کے بتلا دیا۔ دین کامل ہو گیا۔ کفر اور شرک کی تشریح کر کے سمجھا دیا۔ اللہ اور غیر اللہ سمجھا دیا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا مردار اور سور کا گوشت اور جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سمجھا دیا۔ ان آیات میں اس وقت کا ذکر ہے جو مسلمان ہو چکے تھے اور ان کے خاندان کے لوگ جو مسلمان نہ ہوئے تھے تو وہ محبت کی وجہ سے کھانا مسلمانوں کے پاس بھیجتے تو پھر اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ مسلمان ان کھانوں کو نہ کھائیں اس پر صحابہ کرام نے عمل کیا اس وقت صرف صحابہ کرام تھے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور دیگر بزرگ نہ تھے تو ان کو قرآن شریف میں کیوں شامل کیا جا رہا ہے اس وقت تو صرف صحابہ کرام تھے بالخصوص خلفاء راشدین نے حضور ﷺ سے قرآن و حدیث اچھی طرح سمجھ لیا۔ پھر اس وقت سے ایک دوسرے کو سمجھاتے اور بتاتے آ رہے ہیں اور جو لوگ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور ترجمہ دیکھتے ہیں یہ علمائے کرام سے دریافت کر چکے ہیں ان سب کو معلوم ہے کہ وہ من دون اللہ، من دون الرحمٰن، من دون اولیاء اور کوئی لفظ من دون کے ساتھ آئے تو اس سے مراد بت ہیں جن کو کافر اللہ جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :
اور پوجتے ہیں کافر اللہ کے سوا جو انہیں نہ نفع دے اور نہ نقصان۔
(پارہ ۸، سورۃ الفرقان، آیت ۵۵)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :
تو کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میرے بندوں کو میرے سوا معبود بنائیں۔
(پارہ ۱۶، سورۃ کہف، آیت ۲۱، تفصیل کے لئے دیکھئیے ہماری کتاب حقیقت سماع عنوان من دون اللہ صفحہ ۲۷۹،۲۸۱)

ان دونوں آیات میں کافروں سے خطاب ہے جو تم ان بتوں کو پوجتے ہو یہ نہ تم کو نفع دیتے ہیں اور نہ نقصان یعنی یہ اپنی مکھی تک تو اڑا نہیں سکتے پھر تمہاری مدد کیسے کر سکتے ہیں۔ دوسری آیت میں بھی یہی ہے کہ میرے بندوں کے جو تم نے بت بنائے ہیں تو کافروں کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ غلط طریقہ ہے صحیح طریقہ میرے محبوب نبی کی اطاعت ہے۔ اور جس مضمون میں یہ الفاظ ہوں "من دون اللہ"، "من دون الرحمٰن"، "من دون اولیاء" یعنی من دون کے ساتھ کوئی مضمون یا ان کے ساتھ کوئی حوالہ ہو تو یہ بتوں کے لئے نازل ہوئی ہیں اگر کوئی اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسکی بات نہ مانو بلکہ اپنے قریبی مساجد کے ان علماء کرام سے دریافت کریں۔ جس عقائد سے آپ کا تعلق ہے وہ علماء کرام آپ کی صحیح رہبری کریں گے۔ جیسا کہ بدترین مخلوق کے عنوان میں ذکر ہو چکا ہے۔ وہ آیات جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو اولیاء اللہ اور مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

گمراہوں کے لئے ہدایت نہیں

اللہ تعالیٰ کی توحید اور محبت کا درس جب حضور ﷺ نے لوگوں کو دینا شروع کیا تو اہل مکہ نے حضور ﷺ کی دعوت دین کو قبول کرنا تو درکنار آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی اور طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ طائف گئے اور طائف والوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارے اور لہو لہان کر دیا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ کا سلام دیا اور پیغام دیا کہ اگر آپ ﷺ حکم کریں تو طائف کے ان پہاڑوں کو آپس میں ملا دیا جائے تا کہ اہل طائف پس کر رہ جائیں یا زمین میں غرق کر دیا جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے آپ ﷺ نے عذاب دینے سے منع فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ ان سے کوئی چیز اول ہو یا آخر پوشیدہ نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی نسل سے مسلمان پیدا ہوں گے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عذاب کے لئے کہا کہ اس قوم کو غرق کر دے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم دیا کہ جو یہ کافر ہیں ان کی نسل سے کوئی ایماندار پیدا ہی نہیں ہو گا جیسے حضرت ذکریا علیہ السلام کو اپنا مقام شہادت معلوم تھا کہ آرا چلے گا اللہ تعالیٰ کی مرضی کو مقدم رکھا جب آپ کو دشمنوں نے تنگ کیا تو اس جگہ حکم الٰہی سے گئے اور حکم الٰہی سے درخت پھٹ گیا اور آپ اس کے اندر گئے اور آپ پر آرا چلا آپ خاموش رہے جب یہ علم انبیاء کرام کو ہے تو اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اس لئے جس نے حضور ﷺ کی دعوت دین کو قبول نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گمراہوں کے لئے ہدایت نہیں ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے کہیں

گونگا کہا اور کہیں بہرا کہا کہیں فرمایا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دیا گیا ہے۔ (یعنی گمراہی کی)، کہیں مردے سے تشبیہ دی ہے کہیں قبر والوں سے مشابہت دی ہے کہیں فرمایا کہ آپ ان کو نہیں سنا سکتے کیونکہ اس قدر بد باطن یعنی گمراہ ہیں آپ ﷺ کی بات نہیں سنیں گے۔ بدبختی اور گمراہی ان کا مقدر بن چکی ہے۔

حوالہ جات:

۱: اے حبیب ﷺ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ آیت ۷)

۲: اللہ تعالیٰ نے گمراہوں کی تشبیہ دی یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں، یہ ہدایت کی طرف نہیں آئیں گے۔

(دیکھو پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸)

۳۔ یہ لوگ بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں۔ سو وہ کچھ نہیں سمجھتے

(پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے جب دعوت دین دی لیکن دعوت دین کو ان لوگوں نے قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کی آیتوں میں جس طرح بتلایا ہے پڑھ کر فیصلہ کرلیں۔

۴: بے شک آپ ﷺ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ ﷺ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ اپنی پکار (آواز) جب وہ بھاگے جا رہے ہوں۔ پیٹھ پھیرے ہوئے اور آپ ﷺ ہدایت نہیں دینے والے اندھوں کو ان کی گمراہی سے۔ آپ ﷺ کی بات تو صرف وہ سنتے ہیں جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر۔ پھر وہ (آپ ﷺ کے) فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

(پارہ ۲۰، سورۃ النحل، آیت ۸۰، ۸۱)

نوٹ :

کوئی بھی قبرستان جاکر دین کی دعوت نہیں دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب کیسے جائیں گے۔ دراصل جب آپ ﷺ لوگوں سے دین کی باتیں کرتے تھے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ ﷺ کی باتوں کو نہیں سنتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی اب تو صرف وہ سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ پھر ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

۵ : اسی طرح اس کا ذکر پارہ ۲۱، سورۃ روم آیت ۵۲ میں بھی ہے کہ آپ ﷺ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ اپنی پکار خصوصاً، وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں دنیا جانتی ہے کہ قبر میں مردہ ہوتا ہے وہ پیٹھ پھیر کر کہاں جائے گا۔ دراصل ان مردہ دلوں کو اللہ تعالیٰ نے مردوں سے مثال دی ہے کہ اس قدر مردہ دل یعنی بدباطن ہیں کہ آپ ﷺ کی بات نہیں سنتے اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

۶ : آپ ﷺ نہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں۔

(پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۲۲)

یہ علمی دور ہے، بچہ بچہ جانتا ہے کہ کوئی بھی قبرستان جاکر مردوں کو دین کی دعوت نہیں دیتا اور نہ دینے جائے گا۔ قبرستان جاکر دعوت دین دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن شریف حضور ﷺ پر نازل ہوا جب خانہ کعبہ میں جاتے تو اکثر جس طرح مساجد میں بھی بعض وقت لوگ آرام کرتے ہیں اسی طرح خانہ کعبہ میں بھی لوگ آرام فرما ہوتے تھے۔ تو بعض لوگ تو حضور ﷺ کی دینی بات شروع ہوتے ہی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے جیسا کہ اوپر آیتوں میں ذکر ہو چکا ہے۔ بعض چادر

اوپر اوڑھ کر خاموش لیٹ جاتے تھے جیسے قبر میں مردہ کفن میں لپٹا ہوا ہوتا ہے بالکل اسی طرح چادر اوڑھ کر خاموش ہو جائے جیسے قبر میں مردہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب آپ ﷺ میرے محبوب ہیں۔ آپ ﷺ ملول نہ ہوں۔ قبر والے آپ ﷺ کی بات نہ سنیں گے۔ اس قدر مردہ دل ہیں کہ ان پر کسی نصیحت کا اثر نہ ہو گا۔

اسلام کو دنیا کے سارے مذہبوں پر فضیلت ہے

اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی نہ تھا جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اپنی پہچان کے لئے سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وجود بخشا یعنی اپنے نور سے ان کو بنایا (اسی کتاب کا عنوان "محمد رسول اللہ ﷺ" دیکھیں) اور ان کے نور سے ساری کائنات بنائی۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرا، مقدمہ ابتدائے خالق عنوان علم، صفحہ ۲۳ اور کتاب مراۃ العارفین صفحہ ۲۸ اور کتاب روحانیت اسلام صفحہ ۵۹)

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے نور سے وجود بخشا جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں۔

(حوالہ کتاب سر الاسرا، مقدمہ ابتدائے خلق صفحہ ۱۵)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا اور تعلیم و تربیت خود کی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا اور آپ ﷺ کی ساری تعلیم و تربیت عالم بالا میں ہی کر دی اور حضور ﷺ کو بتلایا کہ میں "اللہ" ہوں اور آپ ﷺ میرے رسول "محمد ﷺ" ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا "محمد رسول اللہ" کلمے کی تکمیل ہوئی اسی لئے سارے انبیائے کرام کو پہلے مبعوث فرمایا اور انبیائے کرام سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں اور

پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق فرمائیں گے ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لاناان پر اور ضرور بالضرور مدد کرنا انکی (اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس پر تم نے میرا بھاری ذمہ اٹھالیا اور سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ (اللہ نے) فرمایا کہ گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

(پارہ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

بزرگوں کی کتابوں اور تفسیر میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے فرمایا کہ جب دنیا میں میرے محبوب خاتم الانبیاء تشریف لائیں تو جس طرح تم عالم بالا میں ان پر ایمان لائے ہو اسی طرح دنیا میں بھی ایمان لانا اگر ان کو دور (زمانہ) نہ ملے تو اپنی اولادوں کو، اپنے امتیوں کو بتلادینا کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائیں تو ان کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا۔ کتب سابقہ میں آپؐ کی تشریف آوری کا تذکرہ موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بشارت دی کہ میرے بعد ایک ذی الشان نبی آنے والے ہیں، اُن کا نام نامی اسم گرامی ''احمد'' ہوگا۔ چونکہ سارے انبیاء کرام جن کے تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے انبیاء کرام کی دل وجان سے اطاعت کرو اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر میری عبادت کرو۔ جس نے نبی کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوا جس نے انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہوا۔

جب حضور ﷺ نے اظہار نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا اعلان کیا کہ پڑھو اور دل سے اقرار کرو

لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں جس نے کلمہ

صدق دل سے پڑھا صحابیٔ رسول ہوا۔ جس نے دل سے نہیں پڑھا منافقت کی وہ منافق ہوا۔ جس نے حضور ﷺ کی رسالت کا انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی منکر ہوا یعنی کافر ہو گیا۔

تقریباً حضور ﷺ کے صحابۂ کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جنہوں نے دل و جان سے حضور ﷺ کی پیروی کی اور حضور ﷺ کو راضی کر لیا۔ حضور ﷺ صحابۂ کرام سے راضی اور حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی اور انبیاء رسول کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا اور ان صحابہ کرام میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔

سارے انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسالت کا درس نسل انسانی کو دیا جس نے انبیاء کرام کی دعوت دین کو قبول کیا اور ان پر ایمان لایا وہ بخشا جائے گا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بھی درس دیا کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان کر عبادت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ کو جانتے نہیں، پہچانتے نہیں تو اس کی عبادت کیسے کر سکتے ہو۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کو اللہ کی معرفت کا درس دیا اور کعبہ شریف سے سارے بت تڑوا کر پھنکوا دیئے۔ اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم حضور ﷺ نے خود سکھایا۔ جو آج تک مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام کے پاس من و عن موجود ہے۔ یہ سب اہل طریقت جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم حضور ﷺ کے ذریعے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کو ملا۔

حدیث شریف:

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی ملاقات پر

اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لاؤ اور اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرو، فرض، زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

(شرح مسلم شریف جلد اول، دوسرا ایڈیشن، کتاب الایمان، صفحہ ۶۵۰)

عالم بالا میں روحوں سے اقرار ہوا اور دنیا دار لعمل ہے یہاں عمل کرنا ہے، پھر دار لحساب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت دنیا میں حاصل کرتا ہے اگر کوئی غیر مسلم سوال کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں تو عبادت کیسے کرتے ہو تو کہو گے کہ وہ نور ہے دکھائی نہیں دیتا۔ تو وہ سوال کرے گا جب دکھائی نہیں دیتا تو مانتے کیسے ہو۔ آنکھوں میں اللہ کا نور، داڑھی اللہ کا نور، جبرائیل نوری فرشتے ہیں، انبیاء کرام کے پاس اور حضور ﷺ کے پاس آتے رہے وحی لاتے رہے تو یہ کیسے دکھائی دیئے اللہ تعالیٰ کی معرفت اللہ تعالیٰ کے کرم پر ہے۔ کوئی رات دن عبادت کرے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے جس طرح صحابہ کرام نے دل و جان سے حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ دلوں میں موجود ہے اس نے صحابہ کرام کے خلوص و محبت و عشق یعنی بے انتہا محبت کو دیکھ کر حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنا عرفان کرایا۔ اسی طرح دور حاضر میں مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام کے پاس جائیں اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر دل و جان سے حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کریں۔ حضور ﷺ، اہل بیت، خلفاء راشدین صحابہ کرام اور اولیاء اللہ میں عیب نہ تلاش کریں، دل کو کدورت اور حسد سے پاک کریں۔ جب دل میں اطاعت شیخ کی وجہ سے حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ اپنا عرفان خود کرا دے گا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر کر رہے تھے تورات کو ان کو آگ کی ضرورت پڑی تو دور سے روشنی نظر آئی جب آپ کوہ طور پر گئے تو وہاں ایک درخت پر نور ہی نور

نظر آیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں جب درخت پر تجلی ہو سکتی ہے تو انسان اشرف ہے حضور ﷺ کا امتی ہے، اس کے دل میں اللہ تعالیٰ خود موجود ہے، حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کے بغیر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا ہے اس لئے دنیا میں جتنے دین و مذہب ہیں اسلام کو ان سب پر فوقیت حاصل ہے کہ نیک عمل کی وجہ سے بخشا جائے گا اور مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر خلوص دل سے اطاعت رسول اللہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی۔ حضور ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے وجود بخشا تو اپنے پاس ہی رکھا کب تک رکھا اللہ اور اللہ کا رسول جانے وہاں اپنی معرفت کرائی پھر معراج میں بلا کر اپنا دیدار کرایا اور قلب میں موجود ہے پس جس کو جب چاہے دیدار کرا دے یہ اس کا کرم ہے۔

اسلام کو ہی یہ فوقیت و سر فرازی حاصل ہے کہ جب نماز پڑھو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر ڈوب کر خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھو۔

حدیث شریف:

اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اول، کتاب الایمان)

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں یعنی میری معرفت حاصل کریں۔ پس جو اس ذات باری تعالیٰ کو پہچانتا ہی نہیں وہ کس طرح اس کی عبادت کر سکتا ہے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار عنوان علم، صفحہ ۲۱، ۲۳)

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے :

جس نے اپنے نفس اور پیدا کرنے والے کو پہچان لیا اس نے بالتحقیق اپنے رب کو (پالنے والے کو) پہچان لیا۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار، فصل اول، صفحہ ۳۱)

حدیث شریف :

جس نے پہچانا اپنے نفس کو، اس نے پہچانا اپنے رب کو یہ دنیا دار العمل ہے۔ عمل اس دنیا میں کرنا ہے اور حساب و کتاب آخرت میں ہوگا۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا۔ (پارہ ۱۵، سور بنی اسرائیل، آیت ۷۲)

اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں جس نے اس حیات دنیا میں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی کوشش نہ کی وہ آخرت میں اندھا اور گم کردہ راہ ہوگا۔ تشریح تفسیر نعیمی اور جو بد قسمت اس حیات دنیا میں ضد، جہالت، ہٹ دھرمی اور تعصب سے ہوش گوش عقل، ضمیر و دل و دماغ کا اندھا بنا رہا حالانکہ اس کی بینائی کی آنکھیں روشن، عقل زندہ، ضمیر جاگتا، دل، سمجھتا دماغ دیا گیا ہے تو ایسا ناکارہ خلائق واقعی قیامت میں آنکھوں کا اندھا ہوگا۔

(تفسیر نعیمی، پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل (سورہ اسرا) جلد ۱۵، صفحہ ۳۱۲)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

یہی وہ (بد نصیب) ہیں جنھوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا تو ضائع ہو گئے ان کے اعمال تو ہم ان (کے اعمال تولنے) کے لئے روز قیامت کوئی ترازو نصب نہیں کریں۔

(پارہ ۱۶، سورۃ کہف، آیت ۱۰۵)

قرآن شریف پر عمل اس دنیا میں کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے عمل کر کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کو دکھا دیا۔ ان کو سمجھا دیا اور پھر ان کو اس پر عمل کرا کے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب بنا دیا۔ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بنا دیا اور قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کی ہدایت کے لئے خلفاء راشدین کو اس اہم فریضہ کے لئے مامور کیا۔ جو خلیفہ در خلیفہ سلسلہ چلا آرہا ہے جس کا تفصیلی ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے اور دنیا کے جتنے بھی اولیاء اللہ اور مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام اور علمائے کرام سب جانتے ہیں اور ہدایت کا راستہ بند نہیں ہو گیا۔ جاری ہے جو مرشدان کامل کے ذریعے ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت صادق ہے تو شیطان سے بچنے کے لئے اور ہدایت یافتہ ہونے کے لئے مرشد کامل تلاش کریں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کردے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد۔

(پارہ پندرہ، سورۃ کہف، آیت ۱۷)

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہدایت یافتہ ہونے کے لئے بیعت مرشد شرط اول ہے۔ کیونکہ ہدایت ہادی کے ذریعہ ملتی ہے اور رشد و ہدایت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اپنا خلیفہ بنایا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں اور سارے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شہنشاہ کونین میں دیکھیں۔ نبوت و رسالت اعزاز ہے۔ دنیاوی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور اپنے خلیفہ کو بہت ہی عظیم بنایا، بہت ہی بزرگی اور عظمت بخشی اور خود حکم دیا کہ میرے خلیفہ "آدم" کو سجدہ کرو جس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر حضرت آدم علیہ السلام سجدہ

کیا وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول و محبوب ہوا۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا اور حجرت آدم علیہ السلام کی عظمت کا منکر ہو گیا جسکی وجہ سے مردود و ملعون ہو گیا۔ نماز اور ہر نیک کام میں ''اعوذ باللہ'' پڑھا جاتا ہے۔ پہلے بھی اللہ کی عبادت کر رہا تھا اب بھی اللہ کی عبادت کر رہا ہے ''اللہ کی عبادت'' کے ساتھ اطاعت خلیفہ مقصود ہے، تعظیم و تکریم خلیفہ مقصود ہے۔ اس طرح تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہوئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انبیاء کرام پر ایمان لاؤ دل و جان سے ان کی اطاعت یعنی پیروی کرو، ان ہی کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے انبیاء کرام پر ایمان لا کر دل و جان سے ان کی اطاعت کی اور ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ کی عبادت کی وہ اللہ کا مقبول ہوا اور جس نے نبی کی اطاعت کا انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہو گیا۔ جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ پر دل و جان سے ایمان لاؤ اور خلوص محبت سے ان کی پیروی کرو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرما رہا ہے کہ اے میرے محبوب آپؐ اعلان کریں اور میرا حکم بتا دیں کہ اگر اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہو، اللہ کو دوست رکھتے ہو تو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

حضور ﷺ کی اطاعت سارے صحابۂ کرام نے کی اور حضور ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے دوست ہو گئے، صحابئ رسول اللہ ہو گئے صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہو گئے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سارے دینوں کو منسوخ کر کے دین اسلام کو حضور ﷺ کی امت کے لئے پسند کیا اسی طرح حضور ﷺ نے سارے طور طریقے سارے صحابۂ کرام کو سکھائے یعنی دین کامل کی مکمل تعلیم صحابۂ کرام کو دی۔ یہ

ہدایت یافتہ وانعام یافتہ ہیں اور حضور ﷺ نے ان میں سب سے افضل صحابہ کرام کو اپنا خلیفہ بنایا یعنی اپنا نائب یعنی جانشین بنایا اور حکم دیا کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔

(شرح مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حضور ﷺ نے بھی سنت الٰہی کے تحت خلیفہ بنائے اور انکی اطاعت کا حکم بھی صادر فرمایا۔ حضور ﷺ، خلفاء راشدین، حضور ﷺ کے اہل بیت صحابہ کرام کا بہت بڑا مقام ہے۔ جو کسی اولیاء اللہ کو برا کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ کرتا ہے جس اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ ولی اللہ کو برا کہنے والا باغی، پھر حضور ﷺ، صحابہ کرام میں عیب یعنی برائی تلاش کرنے والا کیسا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ اور مرشدان کامل کی اطاعت یعنی پیروی کریں تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ بغیر ہادی یعنی مرشد کے ہدایت یافتہ نہیں ہو گا۔

نماز مومن کی معراج ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جب معراج میں اپنی بارگاہِ اقدس میں بلایا تو حضورؐ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور محبّ اور محبوب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب کو اپنی بارگاہ میں بلا کر اپنا دیدار کرایا اور پانچ وقت کی نماز امت کیلئے تحفہ عنایت فرمایا اور نماز کو امت کیلئے فرض قرار دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حدیث شریف:

حضورؐ نے فرمایا اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(شرح مشکوٰۃ شریف جلد اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۵-۲۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو معراج میں اپنا دیدار کرایا اور مومنین پر احسان عظیم فرمایا کہ ہر نماز میں ان کیلئے حکم ہے کہ تم اسقدر خشوع و خضوع اور محبت کے ساتھ نماز ایسی پڑھو کہ گویا تم اُسے یعنی اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ حضور ﷺ جب معراج سے تشریف لائے یہ علم اللہ کی معرفت کا صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو سکھایا۔

چونکہ خلفاء راشدین حضورؐ کے سب سے زیادہ قریب رہے اور حضور ﷺ کے علم و عمل کے سب سے بہترین پیروکار یعنی اطاعت کرنے والے یہی ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ نے سارے صحابہ کرام میں خلفاء راشدین کا انتخاب کر کے انہیں اپنا خلیفہ یعنی جانشین بنایا اور یہ حضور ﷺ کے علم و عمل اور اوصاف کے بہترین وارث ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں حکم ہے کہ تم نماز ایسی پڑھو

کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا یہ علم جو حضور ﷺ کے ذریعے خلفاء راشدین کو ملا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم انکے ذریعے انکے خلفاؤں کو ملا اور انکے ذریعے ان کے خلفاؤں کو ملا جو کہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کے خلفاؤں کے ذریعہ اسی طرح سلسلہ در سلسلہ من و عن چلا آرہا ہے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اسی لئے حکم ہے کہ پہلے حضور ﷺ پر ایمان لاؤ اور دل و جان سے حضور ﷺ کی اطاعت کرو۔ ہر علم کا ایک استاد ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی علم دین سیکھنا چاہتا ہے تو اسکو کسی دارلعلوم میں جاکر داخلہ لینا پڑے گا اور تکمیل علم کے بعد وہاں سے اسے عالم ہونے کی سند ملے گی تب جاکر یہ عالم دین سند یافتہ ہوں گے اسی طرح کسی کو ڈاکٹر بننا ہے تو علم حاصل کرنے کے لئے میڈیکل کالج میں داخلہ لینا ہوگا۔ پھر تکمیل علم کے بعد یعنی سند ملنے کے بعد سند یافتہ ڈاکٹر ہوں گے۔ غرض یہ کہ وکیل، انجینئر یا کوئی بھی علم سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت لازمی ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہونے کے لئے ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہونے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اس علم کے استاد سے اس علم کو حاصل کرنا پڑے گا۔ اس علم کے استاد کو خلیفہ، مرشد شیخ، امام ہادی اور پیر کہتے ہیں۔

مرشد یعنی شیخ اس وقت بنتا ہے جب کوئی اولیاء اللہ یا مشائخ عظام اسکو خلافت دیتے ہیں۔ خلافت دینے کے بعد یہ مرشد یعنی شیخ بنتا ہے۔ یہاں کی سند یعنی ڈگری خلافت ہے۔ جب کوئی شخص کسی سند یافتہ خلیفہ سے بیعت ہوتا ہے تو اس کی تعلیم و تربیت سے دنیاوی الجھنوں اور شیطان کے مکر و فریب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب بندہ ہو جاتا ہے اور ور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت کرا دیتا ہے اور بے شمار انعام و کرام سے نوازتا ہے۔

اسی لئے ہر رکعت نماز میں جب الحمد شریف پڑھی جاتی ہے تو انعام یافتہ ہونے کے لئے اللہ نے اپنی بارگاہ میں بندہ کو دعا مانگنا لازمی قرار دیا ہے کہ دعا مانگو ''اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نازل فرمایا اور نماز پنجگانہ فرض ہے جو ہر مسلمان کو پڑھنی ہے۔

ایسی افضل و اعلیٰ اور اولیٰ عبادت میں انعام یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی ہر رکعت میں دعا مانگی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے جب ہر رکعت نماز میں یہ دعا مانگی جارہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے لئے کسی انعام یافتہ بندے کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر اور رشد و ہدایت کا جو طریقہ اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ بندہ بتائے اس پر خلوص و محبت سے عمل کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت و مہربانی سے اپنی بارگاہ میں مقرب و محبوب بنا کر سب سے بڑا انعام یعنی اپنے عرفان سے نوازے یعنی اپنا عرفان عطا فرمائے تو یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ بندہ ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس مخلص بندے کو اپنی عنایت ربانی سے کس قدر قرب و عرفان کے بلند و بالا مقام پر فائز کرتا ہے یہ اللہ جانے اور یہ بندہ۔ یہ سب جانتے ہیں کہ انعام اچھا کام کرنے والے کو ملتا ہے، سب کو نہیں ملتا۔

جب دنیا میں کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کی محبت میں جان تک قربان کر دیتا اور دوست کے لئے دین و مذہب سب چھوڑ دیتا ہے کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔

۱۔ پروانہ روشنی پر قربان ہو جاتا ہے۔

۲۔ چکور جب چودھویں رات کا چاند دیکھتا ہے تو چاند کی محبت میں

جذب و مستی میں چاند کی طرف اڑنا شروع کر دیتا ہے اور اڑتے اڑتے تھک کر گر جاتا ہے اور زمین پر گرنے کے بعد مر جاتا ہے۔

۳۔ چودھویں رات کی چاندنی میں سمندر میں مدوجزر ہوتا ہے۔ چاند اور پانی میں محبت جذب و مستی کا کوئی تو تعلق ہے جو سمندر کی لہریں جوش مارتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں خود موجود ہے۔ اول و آخر، ظاہر و باطن میں موجود ہے۔ بندہ دن رات اپنے کام اور اپنی خواہش کی تکمیل میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق کا دعویٰ بھی کرتا ہے لیکن کسی انعام یافتہ بندے کے پاس جا کر اللہ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ خود موجود ہے لیکن کسی انعام یافتہ بندے کے پاس جانا پسند نہ کرے تو خود فیصلہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ محبت کسی ہے۔ صادق ہے یا کاذب، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے "میں ایک مخفی خزانہ تھا۔" میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار مقدمہ ابتدائے خلق عنوان علم صفحہ ۲۳-اور کتاب روحانیت اسلام صفحہ ۵۹)

حدیث شریف :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار صفحہ ۱۳)

کہیں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور کہیں ذکر ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ کسی بھی چیز کا ذکر ہو تمام کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا یعنی وجود بخشا۔

حدیث شریف :

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔
حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں۔

(حوالہ سر الاسرار صفحہ ۱۳، ۱۵)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور ﷺ کو وجود بخشا اور ان کے نور سے کائنات بنائی۔

حدیث قدسی :
اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک نہ پیدا کرتا۔

(کتاب سر الاسرار فصل ۹ صفحہ ۱۱۷)

اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔
(کتاب بارہ تقریریں، ماہِ ربیع الاول کی تقریر صفحہ ۱۲۹، کتاب آدم سے پہلے اور آدم کے بعد، صفحہ ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے نور سے وجود بخشا تو سب سے پہلے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنے نور سے وجود بخشا اور اپنی ہی صورت اور صفت پر بنایا تو اپنا ہی نور حضور ﷺ کی صورت وصفت میں دیکھا اپنے نور یعنی حضرت محمد ﷺ کا عاشق ہو گیا یعنی حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کو بے پناہ محبت ہو گئی اور ان کو اپنا حبیب بنایا یعنی جس کے ساتھ محبت و عشق کی کوئی حدود انتہا نہ ہو۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت و صفت پر بنایا۔

(حوالہ کتاب روح البیان جلد اوّل صفحہ ۲۰۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عالم بالا میں اپنے نور سے اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو آپ کو دیا گیا ہے اس پر شکر کرو اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد ﷺ کی محبت پر قائم رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! یا اللہ محمد ﷺ کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، رات، دن، فرشتے اور انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔

(حوالہ کتاب بارہ تقریریں ماہ ربیع الاوّل کی تقریر صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے ذاتی نور سے وجود بخشا اپنی معرفت کرائی اور اپنے پاس کب تک رکھا یہ اللہ تعالیٰ جانے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جانیں۔

پھر دنیاوی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضور کو معراج میں اپنے پاس بلا کر اپنا دیدار کرایا اور جب حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بالکل ہی قریب ہوئے اس کا ذکر حضرت عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدراج النبوت حصہ اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے شانہ اقدس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس کی ٹھنڈک حضور ﷺ نے اپنے قلب میں محسوس کی اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس ہاتھ کی برکت کی وجہ سے علم اول و آخرین حاصل ہو گیا یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہو رہا تھا اور جو ہونے والا

ہے سب آپ پر ظاہر ہو گیا۔

(حوالہ کتاب مدراج النبوت حصہ اوّل صفحہ ۵۔۴)

جب حضور ﷺ معراج سے واپس آئے تو امت کیلئے اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز تحفہ کے طور پر عنایت کی حضور ﷺ کے صدقے میں یہ کرم کیا اے

مسلمانوں تم پر یہ احسان کیا کہ جب تم نماز پڑھو تو اسقدر خشوع و خضوع اور محبت سے پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہیں تو یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے یہ حدیث شروع میں تحریر ہو چکی ہے۔ یہ احسان عظیم حضور ﷺ کا امتی ہونے کی وجہ سے ہے کہ ہر نماز مومن کی معراج ہے۔

۱: حدیث شریف :

حضورؐ نے فرمایا اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(شرح مشکوٰۃ شریف جلد اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۵۔۲۶ اور یہ حدیث پہلے بھی تحریر ہو چکی ہے)

جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا رب کو یعنی جس نے خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

(حوالہ تفسیر روح البیان حصہ اول صفحہ ۲۰۱)

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے نفس پیدا کرنے والے کو پہچان لیا اس نے بالتحقیق اپنے رب یعنی پالنے والے کو پہچان لیا۔

(حوالہ کتاب سرار الاسرار فصل اوّل صفحہ ۳۱)

اعراج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو میں اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب التوحید)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

جیسا کہ ہم نے تمہارے پاس رسول بھیجا تم میں سے کہ تمہیں ہماری

آیتیں پڑھکر سناتے ہیں اور تمہیں پاک کرتے ہیں۔ اور تمہیں سکھاتے ہیں کتاب و حکمت اور تمہیں تعلیم دیتے ہیں ایسی باتوں کی جو تم جانتے ہی نہ تھے۔

(پارہ ۲ سورہ البقر آیت ۱۵۱)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :
جس کو حکمت دی گئی تو اس کو بیشک بڑی دولت عطا ہوئی۔

(پارہ ۳ سورۂ البقر آیت ۲۶۹)

حضور ﷺ نے فرمایا حکمت جامعہ حق کی شناخت اور اس پر عمل کرتا ہے۔

(کتاب سر الاسرار فصل اوّل صفحہ ۳۱)

حدیث شریف :
حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا علم افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''العم باللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت تمام علوم سے افضل ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد بارہ سورۃ یوسف صفحہ ۷۶۵)

حکمت جامعہ حق کی شناخت سے مراد اولیاء کرام اور مشائخ عظام اللہ تعالیٰ کی معرفت لیتے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :
جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور بڑا گم کردہ راہ ہو گا۔

(پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۲)

اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اسکی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ جس نے اس حیات دنیا میں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی کوشش نہ کی تو وہ قیامت میں اندھا اور گمراہ کردہ راہ ہو گا۔ تفسیر میں اس کی تشریح یوں ہے اور جو بد قسمت اس حیات دنیا میں

ضد، جہالت اور ہٹ دھرمی اور تعصب سے ہوش، گوش، دل و دماغ کا اندھا بنا رہا حالانکہ اس کی بینائی کی آنکھیں روشن، عقل زندہ، ضمیر جاگتا دل، سمجھتا دماغ دیا گیا ہے تو ایسا ناکارہ و نالائق واقعی قیامت میں آنکھوں کا اندھا ہوگا۔

(حوالہ تفسیر نعیمی پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۲)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

یہی وہ بد نصیب ہیں۔ جنھوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا تو ضائع ہو گئے اس کے اعمال تو ہم قیامت کے روز ان کے اعمال تولنے کیلئے کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے۔

(پارہ ۱۶ سورۂ کہف آیت ۱۰۵)

جیسا کہ حدیث شریف ہے کہ ہر بالغ مرد اور عورت پر علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔

تو خود فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور زیادہ مقبول و محبوب ہو کر انعام یافتہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا تو فرض عین ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ علم کی تلاش اور تحصیل ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور اس سے مراد علم معرفت اور قرب الٰہی ہے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار فصل ۵ صفحہ ۸۷)

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ:

میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا وہ عبادت کریں یعنی میری معرفت حاصل کریں۔ پس جو اس ذات باری کو پہچانتا ہی نہیں وہ کس طرح اس کی عبادت کر سکتا ہے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار مقدمہ ابتدائے خلق عنوان علم ۲۱-۲۳)

۱۔ حوالہ :

جب تک دوست کی شناخت حاصل نہ ہو خواہ ہزار سال بھی عبادت کرے اسے اطاعت میں ذوق حاصل ہی نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اطاعت کس کے لئے کرتا ہے۔ یہ اطاعت ہی مقصود ہے جو اہل سلوک، اہل عشق اور مشائخ طبقات نے فرمایا۔ نیز قرآن مجید میں حکم ہے کہ جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ لیکن اہل سلوک اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ "لِیَعبُدُونَ سے لِیَعرِفُونَ" یعنی اس سے مراد دوست کی شناخت ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے) جب تک پہلے اس کی شناخت (پہچان یعنی معرفت) تجھے نہ ہوگی ہر گز اطاعت کا ذوق نہیں پائیگا۔

(حوالہ کتاب راحت القلوب صفحہ ۲۳ مرتبہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی ناشر اللہ والے کی قومی دوکان لاہور)

۲۔ حوالہ :

حق اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا اور اسکا قرب و معرفت حاصل کرنا انسان کی زندگی کا مقصد ہے اس کے علاوہ قرآن شریف میں بے شمار مقامات پر لِقاء اللہ یعنی حق تعالیٰ کا قرب (قرب حاصل) کرنے کی تاکید آتی ہے ایک مقام پر مقصد حیات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر میں لِیَعبُدُون کے معنی لِیَعرِفُون بتائے گئے ہیں۔ حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی سے بہتر قرآن کے معنی کون مقر سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ اس آیت شریف کی رو سے بھی انسانی زندگی کا مقصد قرب و معرفت الٰہی ہے۔

(حوالہ کتاب روحانیت اسلام عنوان مقصدِ حیات صفحہ ۶۸)

۳۔ حوالہ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ذات پاک کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کرے یہ انسان کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دونوں عالم میں اس کی ذات کی تلاش کرے جس کی طلب کے لیے پیدا کیا گیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی عمر بے سود اور بے ہودہ کاموں میں ضائع ہو جائے اور اسے اس دنیا سے کوچ کرنے کے بعد اپنی عمر رائیگاں ہو جانے کے باعث ہمیشہ کے لیے بار ندامت اٹھانا پڑے۔

(حوالہ کتاب سر الاسرار فصل ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق میں نماز کو نہایت خشوع و خضوع سے پڑھو کہ گویا تم "اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو" اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ بندے کے پاس جا کر یہ علم حاصل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا قرب و عرفان بلند و بالا مقام عطا فرمائے اور اپنا انعام یافتہ بندہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہے اور کون اللہ تعالیٰ کا عرفان یعنی یہ انعام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب و محبوب بن کر حاصل کرتا ہے اس کی محبت اور صداقت اس کا خود ہی فیصلہ کریگی۔

سب اہل علم قابل احترام ہیں عالم دین، حافظِ قرآن، ڈاکٹر، حکیم، انجینئر، وکیل، بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی وغیرہ وغیرہ سب اپنے اپنے علم و عمل میں ماہر ہیں لیکن عالم دین کا کام ڈاکٹر یا حکیم نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر کا کام انجینئر یا وکیل نہیں کر سکتے سب اہل علم ہیں سب قابل قدر ہیں اور واجب التعظیم ہیں۔ اگر کار چلانی ہے تو وہ کار چلائیگا جس نے ڈرائیوری سیکھی ہے مندرجہ بالا اہل علم کو کپڑا سلوانا تو کسی ٹیلر ماسٹر کے پاس جائیں گے۔ خود ٹیلر ماسٹر کی طرح کپڑے کی سلائی نہیں کر سکتے اس طرح بنک کا آفیسر انجینئر کا کام نہیں کر سکتا ہے اسی طرح دنیا میں

جتنے بھی اہل علم ہوئے ہیں وہ اس علم و عمل کے ماہر ہوتے ہیں جو علم و عمل انہوں نے سیکھا ہے اور اس پر عمل کیا اسی علم و عمل کے ماہر ہوتے ہیں سارے علوم کے نہیں ہوئے ہیں غرض یہ کہ جس علم کو سیکھنا ہے اس علم کے استاد کے پاس جانا پڑے گا۔ کیونکہ جب حضور ﷺ نے حج کے موقع پر خطاب کیا تھا تو اس وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ کے علم و عمل کے بہترین عالم دین فقہیہ حافظ و محدث صحابہ کرامؓ ہیں اور یہی حضور ﷺ کے علم و عمل کے بہترین وارث ہیں اور صحابہ کرامؓ کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ نبوت و رسالت کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو صحابہ اکرامؓ کا۔ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی صف اول میں ہیں صحابی رسول ہیں اولیاء اللہ یعنی صدیقین ہیں یہ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں۔ لہٰذا ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہونے کا علم ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ علم کے استاد سے سیکھنا پڑیگا۔ قرآن شریف میں نبوت کے بعد جو بھی عظمت و بزرگی کا بیان ہے اس میں صحابہ کرامؓ صف اول میں ہیں کیونکہ ان کی تعلیم و تربیت براہ راست حضور ﷺ نے خود فرمائی۔ حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے حضور ﷺ کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے حضور ﷺ سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک وجیہ اللہ ہے حضور ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے ۔کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم یعنی مظہر اعلیٰ ہیں، اسی لئے حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تربیت ہے۔ سارے صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کے علم و عمل کے وارث ہیں اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سے متصف ہوئے۔ اسی لئے یہ حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے

راضی اور خلفاء راشدین سارے صحابہ کرامؓ میں افضل ہیں اس لئے ان پر اعتراض کرنا ان میں عیب تلاش کرنا حضور ﷺ پر اعتراض ہے حضور ﷺ پر اعتراض کرنا اور عیب تلاش کرنا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا اور عیب تلاش کرنا ہے پھر ایسے آدمی کا ٹھکانہ کہاں ہو گا خود فیصلہ کریں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا مردود وملعون ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تھا اس وقت تک ابلیس کو چھ لاکھ سال عبادت کرتے ہوئے ہو چکے تھے۔ چھ لاکھ سال کی عبادت کام نہ آئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کا منکر ہوا اس وقت بھی اللہ کی عبادت کر رہا تھا اور آج بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ دار تھا اور ہے "اللہ تیرے سوا کسی کو نہیں مانوں گا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم و اوّل ہیں (دیکھو ہماری کتاب شہنشاہ کونین) یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے حبیبؐ ہیں ان کے صحابہ کرام ان کے اہل بیعت ان کے خلفاء راشدین اور حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ پر اعتراض کرنے ان میں عیب تلاش کرنے والا ان کو برا کہنے والا اسکا ٹھکانہ کہاں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دین ومذہب کو منسوخ کر دیا اور دین اسلام کو پسند کر لیا اور اس کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتربیت کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ سے لیکر دور دراز علاقوں تک تھے۔ کیا کیا حکم الٰہی ہوا سب کو پتہ نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ ایک جماعت بنا دیں۔ تو آپؐ نے حکم الٰہی کے تحت خلفاء راشدین کی جماعت بنائی۔ (دیکھیں ہماری کتاب طریقۂ عرفان الٰہی، حقائق تصوف اور نشانِ اولیاء

اللہ) سارے سابقہ طریقوں کو منسوخ کر دیا اور حضور ﷺ کی پیروی کو بہترین پیروی قرار دیا اور حکم دیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو فرقہ نہ بناؤ اللہ کی رسی حضور ﷺ کی اطاعت ان کے بعد خلفاء راشدین کی اطاعت اسی طرح اطاعت در اطاعت سلسلہ ہے اور جو فرقہ بنائے گا قرآن شریف کی آیت سے اسکا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ جسکا رسول اللہ ﷺ سے تعلق نہ ہو۔ وہ کہاں جائیگا۔ حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی جماعت بنانے کا حکم دیا۔

حدیث شریف :

میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط سے
پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑ لو

(حوالہ مشکوۃ شریف جلد اوّل باب الاعتصام)

خلفاء راشدین حضور ﷺ کے بہترین جانشین ہیں یہ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں۔ غرض یہ کہ حضور ﷺ کے اوصاف سے یہ مستفید ہونے والوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں جو حکم رسول اللہ ﷺ نہ مانے وہ جانے۔

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے کون ہیں ؟

جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو سورۃ الحمد شریف ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔ سورۃ الحمد شریف کے بعد جب ان آیت شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔

آیات شریف کا ترجمہ :

اے اللہ تعالیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدیت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے (یعنی انعام فرمایا ہے) اور ان کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا ہے اور نہ ان کے راستے پر چلا جو گمراہ ہیں" آمین"

نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تعریف کے بعد نمازی اللہ تعالیٰ سے انعام یافتہ بندوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا مانگ رہا ہے اور جن پر غضب ہوا ہے اور جو گمراہ ہیں ان سے بچنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ بندوں کا بہت ہی بلند وبالا اور ارفع و اعلیٰ مقام ہے کہ جن کے سیدھے راستہ پر چلنے کی ہر رکعت میں دعا مانگی جارہی ہے نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا جو دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا یعنی کافر ہے۔ اب نبوت ختم ہو چکی ہے اور حضور ﷺ ساری کائنات کے رسول ہیں۔

آیت کا ترجمہ :

اے محبوب ﷺ آپ فرمائیں کہ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۵۸)

حدیث شریف :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دوسرے نبی خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے اور میں تمام انسانوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کی اجازت دے دی گئی۔

(بخاری شریف جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ)

اللہ تعالیٰ جو ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور اپنے حبیب ﷺ کی امت پر بہت ہی زیادہ مہربان ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے صحابہ اکرامؓ کو اپنی عنایت ربانی اور کرم نوازی سے بیحد انعام واکرام سے نوازا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث شریف میں جہاں بھی نبوت ورسالت کے بعد کسی کی بزرگی و عظمت کا ذکر ہے تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم واجمعین ہیں۔ جو کہ صحابی رسول ہیں۔ صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں یہ سب سے بڑے ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔ یہ مقام و عظمت ان کو حضور ﷺ کی محبت اور دل وجان سے آپؐ کی اطاعت یعنی پیروی کرنے سے ملا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے محبوب ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ آپؐ ایک جماعت بنا دیں تا کہ قیامت تک ہونے والے مسلمانوں کو آپؐ کی ساری تعلیم و تربیت من وعن ملے تا کہ اس علم و عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہو جائیں۔ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جائیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

تم میں ایک جماعت ضرور ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی یعنی برائی سے روکا کرے اور یہی لوگ کامیاب اور کامران ہیں۔

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)

حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق خلفاء راشدین کی جماعت بنائی یعنی ان حضرات کو ان کے عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے ایک اہم فریضہ کے منصب اعلیٰ پر مامور کیا۔

حدیث شریف :

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحابؓ کو تمام جہان پر پسند کرلیا سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔

(کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵ صفحہ ۴۲۰-۴۲۱)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیروی کرو میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی (کتاب الشفاء) اور آپؐ نے اپنی حیات ظاہری میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کو نماز پڑھانے کو کہا اس لیئے ساری امت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ افضل ہوئے آیت کریم کے مطابق حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی جماعت بنانے کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

حدیث شریف :

میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑلو۔

(شرح مشکوٰۃ شریف جلد اوّل باب الاعتصام)

تمام مضامین کا حاصل یہ کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام ساری امت میں افضل ہیں۔ یہی سب سے بڑے عالم دین، فقیہہ، مجتہد، ہدایت یافتہ، انعام یافتہ

ہیں صحابی رسول بھی ہیں اور صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی صف اوّل میں ہیں جس کا ذکر مضمون میں کئی بار ہو چکا ہے۔

چونکہ سارے صحابہ کرام سے خلفاء راشدین افضل ہیں سارے صحابہ کرام ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ صحابہ کرام میں افضل ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کے خلیفہ یعنی نائب اور بہترین جانشین ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سارے دینوں کو منسوخ کر دیا اور دین اسلام کو پسند کر لیا۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فیصلہ کر دیا کہ آپؐ کی حیات ظاہر سے لیکر تا قیامت سب سے بہترین پیروی آپؐ کی اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء راشدین کی ہے اس لئے سارے صحابہ کرام صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں اور ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں اور یہی سب سے بڑے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے نبیئین (انبیاء کرام) صدیقین (یعنی اولیاء کرام) شہداء (یعنی شہید) اور صالحین (یعنی نیک بندے)۔

اسی لئے سورۃ الحمد شریف میں جب نماز میں پڑھتے ہیں تو ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا کرتے ہیں اور توفیق مانگتے ہیں۔ یہ دعا حضور ﷺ کی ظاہر سے لے کر آج تک مانگ رہے ہیں۔ اور تا قیامت مانگتے رہیں گے۔ جب اللہ تعالی کا حکم ہے اور حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام نے عمل کیا اللہ تعالی ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ تعالی سے راضی ہو گئے۔

حضور ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد خلفاء راشدین جن کو

حضور ﷺ نے اس کام پر مامور کیا تھا انجام دیتے رہے لوگ ان کی پیروی کرتے آرہے ہیں۔ پھر خلفاء راشدین کے خلیفہ ہوئے پھر خلیفہ در خلیفہ ہوتے آرہے ہیں۔ اور یہی خلیفہ سب سے بڑے انعام یافتہ ہیں اس لئے ہر رکعت میں ان کے پاس جاکر انعام یافتہ ہونے کا علم سیکھنے کا حکم ہے آخر اس علم کو سیکھنا اور اس مقام کو حاصل کرنا سب سے بڑی کامیابی و نعمت ہے۔ اسی لئے تو اس بات کا حکم ہر رکعت نماز میں ہے۔ جس کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے تو جو دعا ہر رکعت نماز میں مانگتا ہے اس کی تکمیل کرے یعنی کسی انعام یافتہ بندے یعنی خلیفہ کے پاس جاکر یہ علم حاصل کرے اور حضور ﷺ اللہ تعالی کے خلیفہ اول واعظم ہیں۔ (دیکھو ہماری کتاب شہنشاہ کونین) اور اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو منصب رسالت کا اسقدر بلند وبالا مقام عطا فرمایا کہ جب حضور ﷺ معراج میں گئے تو تمام انبیاء ورسل نے آپ ﷺ کو اپنا امام بنایا اور حضور ﷺ کی اقتداء میں سارے انبیاء نے نماز پڑھی۔ اللہ تعالی کے محبوب مرشد اعظم اور رہبر اعظم ہیں اللہ تعالی کی برہان یعنی دلیل و حجت ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے خلفاء راشدین آپ ﷺ کے علم و عمل کے بہترین وارث، آپ ﷺ کے اوصاف سے متصف اور آپ ﷺ کے بہترین جانشین ہیں اور آپؐ کی برہان یعنی دلیل و حجت ہیں پھر ان خلفاء راشدین کے خلیفہ ان کے جانشین ہوئے اور پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ ہوئے پھر اسی طرح خلیفہ در خلیفہ سلسلہ چلا آرہا ہے خلیفہ جس کو شیخ، مرشد، امام اور رہبر کہتے ہیں ان کی عظمت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ (دیکھئے ہماری کتاب شان اولیاء اللہ میں عظمت مشائخ) اور سہولت کیلئے یہاں یہ حدیث شریف درج کی جارہی ہے۔

حدیث شریف :

شیخ اپنی قوم (یعنی مریدوں میں) ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔

یہ حدیث مشائخ کی کتابوں میں موجود ہے اور ہماری کتابوں میں بھی

موجود ہیں نبوت ختم ہو چکی ہے اور خلفاء راشدین کے ذریعہ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت یعنی دین کا سارا کام جاری و ساری ہے اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چاہتے ہو تو کسی خلیفہ یعنی مرشد جس کو شیخ کہتے ہیں اس کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونے کا علم حاصل کریں۔ جو خلیفہ کے پاس جا کر یہ علم نہیں سیکھتا اور حیلہ و بہانہ کرتا ہے اور تاویل پیش کرتا ہے وہ جانے جتنے بھی اہل علم ہیں خواہ کسی قسم کا علم ہو سب اپنے علم میں ماہر ہیں لیکن جس نے جو کچھ پڑھا جس علم کی سند حاصل کی ہے وہ سند قابل قبول ہے اور صاحب سند قابل عزت و احترام ہیں۔ اسی طرح ہر اہل علم کو دوسرے علوم کے ماہر کا احترام کرنا چاہیئے۔ اسی طرح علم روحانیت ہے جس کو علم تصوف کہتے ہیں جس کو مرشد کے بتلائے ہوئے طریقہ کار پر عمل کر کے شیطان کے مکر و فریب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جاتا ہے اور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جاتا ہے جب اس علم کی تکمیل کر لیتا ہے تو مرشد یعنی شیخ اس کو خلافت دیتا ہے یعنی اپنا نائب بناتا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو اپنا خلیفہ بناتا رہا پھر حضور ﷺ نے بھی سنت الٰہی کو جاری رکھا آپؐ نے چار خلیفہ بنائے جو خلیفہ در خلیفہ آج تک چلے آرہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ جو بھی ان انعام یافتہ بندوں یعنی خلفاؤں کے پاس جا کر یہ علم و عمل سیکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر انعام یافتہ ہو گا۔ خلیفاؤں کی اطاعت کر کے لاتعداد انعام یافتہ ہوئے ہیں۔

روحانی تربیت بغیر بیعت مرشد کے کوئی حاصل نہیں کر سکتا جس طرح دارالعلوم میں تکمیل علم کیئے بغیر کوئی عالم دین نہیں ہوتا۔ میڈیکل کالج میں کورس مکمل کیئے بغیر کوئی ڈاکٹر نہیں ہوتا۔ اسی طرح خلفاء راشدین کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ بیعت مرشد کر کے تعلیم مکمل کرنے کے بعد انعام

یافتہ ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تقویٰ اختیار کرو اور اسکی طرف (اللہ کی طرف) وسیلہ تلاش کرو (یعنی مرشد) اور اس کے بتلائے ہوئے طریقہ پر مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۳۵)

جب مرشد کے بتلائے ہوئے طریقہ پر مجاہدہ کریگا تو کامیاب ہو جائے گا۔ اس کا تفصیلی مضمون ہماری کتابوں میں موجود ہے ملاحظہ کیلئے دیکھیں طریقہ عرفان الٰہی، حقائق تصوف اور نشان اولیاء اللہ۔

حضرت امام اعظم یعنی ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمتہ علیہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام جنبل رحمتہ اللہ علیہ (۴۰۰ھ) حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت پیران پیر (۵۰۰ھ) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (۵۱۱ھ)، حضرت خواجہ معین الدین چشتی (۶۰۰ھ) یہ سب عالم دین ہیں۔ جو بھی حضور ﷺ کی اس بنائی ہوئی جماعت یعنی خلفاء راشدین پھر ان کے خلیفہ در خلیفہ چلے آرہے ہیں اور جو بھی موجودہ دور میں کسی خلیفہ کی وہ پیروی کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخشا جائے گا اور بہت ہی خلوص سے عمل کریگا تو اللہ تعالیٰ کا فضل کرم اس کو ولی اللہ بنا دیگا۔

نوٹ : جو حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی نہیں کرتا کسی شیخ کامل سے ظاہری بیعت نہیں کرتا اور اس کو اپنے شیخ سے خلافت نہیں اور وہ اپنے کو خلیفہ مشہور کرتا ہے ایسے سے بیعت نہ ہوں۔ جس قدر زیادہ حضور ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ سب سے افضل شیخ ہے دل کا حال بتا دینا یہ کوئی بڑی بات نہیں یہ نجومی بھی بتا دیتے ہیں اور سنت کی پیروی کرنے والوں میں جسکا اخلاق بہتر ہے وہ بہتر ہے آج

کل بہت سی جماعتیں بیعت لیتی ہیں فارم پُر کراتی ہیں انکا مقصد یہ کہ آپ ان کی پیروی کریں ان کی اطاعت کریں ان کی جماعت سے وابستہ رہیں اور ان کا حکم مانیں جو حضور ﷺ نے جماعت خلفاء راشدین کی بنائی ہے اس کی مخالفت میں یہ جماعت بنائی ہے جو حضور ﷺ کی مخالفت میں جماعت بنائے اس کا کیا حشر ہو گا۔

جو حضور ﷺ نے جماعت خلفاء راشدین کی بنائی ہے جو خلیفہ در خلیفہ چلی آرہی ہے ان سے جو بیعت ہو گا وہ ہاتھ پر شیخ کے ہو گا لیکن ہو گا اللہ اور اس کے رسول کا جس طرح کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی تھی وہ بیعت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی اسی طرح یہ بیعت حضور ﷺ نے جاری کی جو بھی بیعت ہو گا وہ حضور ﷺ کی محبت کیلئے ہو گا اور وہ حضور ﷺ کا ہو گا جو حضور ﷺ کا ہے دراصل وہی اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ ضرور بخشا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مہربانی کر کے اولیاء اللہ بنا دیتا ہے۔

سب سے بہترین پیروی حضور ﷺ کی ہے اور آپؐ کی سب سے بہترین پیروی کرنے والے آپؐ کے خلفاء راشدین ہیں۔ اسی لئے آپؐ نے آگاہ فرمادیا کہ فرقوں سے بچو کیونکہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے ایک صحیح ہو گا باقی سب غلط ہونگے تو صحابہ کامؓ نے عرض کیا یارسول ﷺ صحیح فرقہ کی کیا پہچان ہے ؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس پر میں آج ہوں اور میرے اصحاب ہیں (کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اوّل فصل دوئم صفحہ ۳۷۲) حضور ﷺ نے حکم الٰہی کے تحت خلفاء راشدین کی جماعت بنادی اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ !

آیت کا ترجمہ :

اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو تفرقہ نہ ڈالو

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

صحابہ کرام اور خلفاء راشدین نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی

حضور ﷺ سے بیعت ہوئے یعنی آپ ؐ کے ہاتھ کو پکڑا اور خلوص محبت سے دل وجان سے حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کی اور ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کی مقرر کردہ جماعت ہے لہٰذا اس کی مخالفت نہ کریں نہ کوئی جماعت بنائیں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا حکم نہیں مانے گا اور کوئی فرقہ یا گروہ بنائیگا تو وہ اس آیت کو پڑھ کر فیصلہ کر لے!

آیت کا ترجمہ:

جو دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں یعنی گروہ بناتے ہیں اے حبیب ﷺ آپ ؐ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔

(پارہ ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۰)

اسی لئے سارے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا فیصلہ ہے کہ کسی کو اپنا مرشد یعنی پیشوا بنالو کیونکہ بروز حشر اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو اس کے پیشوا یعنی جس کو مرشد کہتے ہیں اس کے ساتھ اٹھائیگا مسجد کے جو امام صاحب ہیں وہ پیش امام ہیں وہ صرف نماز کے وقت کے امام ہیں مرشد مستقل امام ہے۔ اس کی پیروی ساری زندگی اللہ اور رسول کے زیادہ سے زیادہ قریب ہونے کیلئے کرنی ہے اگر کسی کا مرشد یعنی امام جس کو عام طور سے پیشوا کہتے ہیں نہیں ہوگا تو وہ شیطان یا گمراہ کے ساتھ ہوگا۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

(بروز قیامت) وہ دن جب ہم بلائیں گے ان تمام انسانوں کو ان کے اماموں کے ساتھ۔

(پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور وہ جسے گمراہ

کر دے تو اس کیلئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد۔

(پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

حضور ﷺ نے خلفاءِ راشدین کو اپنا خلیفہ بنا کر اس اہم فریضہ کو انجام دینے کیلئے مامور کیا یہی صراط مستقیم ہے یہی حضور ﷺ کی راہ ہے جس پر چل کر اور عمل کر کے انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ ہوئے ہیں جو اولیاء اللہ کے بڑے سے بڑے مراتب پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فائز ہوئے اور لاتعداد مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام ہوئے جو اتنی واضع اور روشن باتوں اور دلیلوں کو نہ مانے اس کو اللہ سے دعا کرنا چاہیئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا کرے جو روشن سورج کو نہ مانے تو اس کی نظر کا فتور ہے یا عقل کا قصور ہے عبادت الٰہی اور اطاعت یعنی پیروی رسول پر بہترین عمل کرنے والے یہی اولیاء اللہ اور مشائخ ہیں۔ جس کا ثبوت دنیا کے لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مرشد کامل ہیں جن کی تعلیم و تربیعت اور اطاعت و پیروی سے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ اور مشائخ ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

ذکر نماز اور رفع یدین

(یہ مضمون ہماری کتاب ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا ہے۔)

مسلمانوں میں جس کا جو طریقہ ہے، جو عقیدہ ہے وہ اس طریقے سے نماز پڑھتا ہے، ہم کو کسی کے عقیدے اور طریقے پر کوئی بحث نہیں کرنی وہ جانے اور اس کا جو عقیدہ ہے وہ جانے۔ ہم کو اپنے بزرگوں کے طور طریقے کا ذکر کرنا ہے۔ ہمارے بزرگوں کے یہاں اور بزرگوں کے نزدیک "رفع یدین" کرنا منع ہے یعنی "رفع یدین" منسوخ ہو چکا ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن ثمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہیں قبیلہ شمس کے گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں۔ نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔

(شرح مسلم شریف، حصہ اول، کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۵۷۵)

۲۔ عینی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے دیکھا اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ تو فرمایا کہ ایسے نہ کیا کرو کیونکہ یہ کام جو حضور ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

(جاء الحق، حصہ دوم، حدیث نمبر ۱۸ اص ۵۶)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں جلوہ گر تھے ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی۔ پھر حضور ﷺ کے پاس آکر حضور ﷺ کو سلام کیا۔ اس سے نبی کریم ﷺ

نے فرمایا و علیکم السلام لوٹ جاؤ، تم نے نماز نہیں پڑھی نماز پڑھو۔ وہ لوٹ گیا نماز پڑھی پھر آیا سلام کیا حضور ﷺ نے فرمایا و علیکم السلام لوٹ جاؤ نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر لوٹ گیا نماز پڑھی اور پھر واپس آیا تو یہی جواب پایا پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کی طرف اٹھو تو وضو پورا کرو، پھر کعبہ کی طرف منہ کرو، پھر تکبیر کہو، پھر جس قدر آسان ہو تو قرآن پڑھ لو، پھر رکوع کرو حتی کہ رکوع میں مطمئن ہو جاؤ۔ پھر اٹھو حتی کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو حتی کہ سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرو۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد دوم باب، نماز کا طریقہ، ص ۱۱، ۱۲، ۱۳ اور بخاری شریف جلد اول

، حدیث شریف ۷۱۸، صفحہ ۳۴۴، ۳۴۵ اور ۳۴۵)

۴۔ حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع میں جاتے تو تکبیر کہتے۔ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے ہوئے کھڑے ہوتے تھے پھر ''ربنا لک الحمد'' کہتے، پھر جب جھکنے لگتے تو تکبیر کہتے، پھر سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے ، پوری نماز اسی طرح کر کے ختم کر دیتے اور جب دو رکعتوں سے بیٹھ کر اٹھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔

(حوالہ بخاری شریف جلد اول، حدیث نمبر ۷۵۰، ص ۳۴۴)

۵۔ مطرب بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں میں نے اور عمران بن حصین نے علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی جب وہ سجدہ کرتے تو وہ

تکبیر کہتے تھے، جب وہ سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے، جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے تھے، چنانچہ جب ہم نماز پڑھ چکے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد دلا دی یا انہوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھائی۔

(بخاری شریف جلد اول، کتاب الاذان باب ۵۰۷، حدیث شریف ۷۴۷، صفحہ ۳۴۳)

۶۔ ابو قلابہ روایت کرتے ہیں کہ مالک بن حویرث نماز کے وقت سے ہٹ کر یہ دکھایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اس طرح ہوتی تھی۔ ایک دن وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پورا قیام کیا، اس کے بعد رکوع کیا اور پورا رکوع کیا اس کے بعد سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں مالک بن حویرث نے ہمیں ہمارے بزرگ ابو یزید کی طرح نماز پڑھائی اور ابو یزید جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تھے تو سیدھے بیٹھ جاتے۔ اس کے بعد کھڑے ہوتے۔

(بخاری شریف جلد اول، کتاب الاذان، حدیث نمبر ۷۶۳، ص ۳۴۷)

نوٹ: جب مالک بن حویرث لوگوں کو یہ دکھایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کی نماز ایسی ہوتی تھی تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بھی اسی طریقے پر تھے۔

۷۔ محمد بن عمرو بن عطاء روایت کرتے ہیں کہ میں چند اصحاب رسول ﷺ کے پاس یعنی ساتھ بیٹھا تھا ہم نے رسول ﷺ کی نماز کا ذکر کیا۔ ابو حمید ساعدی نے کہا مجھے تم سب سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز یاد ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی۔ اپنے دونوں ہاتھ، اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھائے اور آپ نے جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جمائے، اپنی پیٹھ کو جھکا دیا جب

آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا تو اس حد تک سیدھے ہو گئے کہ ہر ایک جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا۔ اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ ان کو بالکل بچھاتے اور نہ سمٹے ہوتے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کر لی تھیں۔ پھر جس وقت آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد بائیں پاؤں پر بیٹھے تو داہنا پاؤں کھڑا رکھتے۔ جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ ﷺ نے اپنا بایاں پاؤں آگے کر دیا اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیا اور اپنی سُرین کے بل بیٹھ گئے۔

(بخاری شریف، جلد اول کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر ۷۸۷، صفحہ ۲۰، اس میں صحابہ کرام کی تعداد دس تھی)۔

۸۔ ایک دفعہ ہم سے عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز نہ پڑھوں۔ پس آپ نے نماز پڑھی اور اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اس رفع یدین نہ کرنے پر بہت سے علماء صحابہ اور علماء تابعین کا عمل ہے۔

(کتاب جاء الحق حصہ دوم چھٹا باب عنوان رفع یدین کرنا منع ہے۔ صفحہ ۵۳)

۹۔ روایت ہے حضرت ابو حمید ساعدی سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت میں فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی نماز کا تم سب سے زیادہ حافظ ہوں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے مقابل کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے گھٹنے مضبوط پکڑ لیتے پھر اپنی پیٹھ جھکاتے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی جگہ لوٹ جاتا۔ پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ یوں رکھتے کہ نہ بچھاتے اور نہ سمیٹتے اور پاؤں

کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ کرتے پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا کرتے پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں آگے نکالتے اور دوسرا پاؤں کھڑا کرتے اور کولہے پر بیٹھ جاتے۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد اول، نماز کا طریقہ صفحہ ۱۱۶)

۱۰۔ روایت ہے حضرت وائل بن حجر سے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ ہاتھ تو کندھوں کے مقابل ہو گئے اور اپنے انگوٹھوں کو کانوں کے مقابل کر دیا پھر تکبیر کہی۔

(شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اول عنوان نماز کا طریقہ، صفحہ ۲۴، ۲۵)

۱۱۔ دار قطنی نے حضرت براء ابن حازبؓ سے روایت کی انہوں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز حضور ﷺ نے شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ کانوں کے مقابل کر دیتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ سے ہاتھ نہ اٹھاتے۔

(حوالہ کتاب جاء الحق، حصہ دوم عنوان رفع یدین کرنا منع ہے، صفحہ ۵۷، حدیث نمبر ۲۳)

۱۲۔ حضرت ابو سلمہؓ حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ

لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے تھے اور اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے ہیں نماز میں تمہاری بہ نسبت رسول ﷺ کے زیادہ مشابہ ہوں۔

(بخاری شریف جلد اول، حدیث شریف نمبر ۷۴۶، صفحہ ۳۴۳)

۱۳۔ ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر جس وقتِ رکوع میں جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے، پھر کھڑے ہوتے اور "ربنالک الحمد" کہتے۔ پھر جب جھکنے لگتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے پوری نماز میں اسی طرح کر کے ختم کر دیتے اور جب دو رکعتوں سے بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے تھے۔

(بخاری شریف، جلد اول، حدیث نمبر ۷۵۰، ص ۳۴۴)

۱۴۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے جو نماز پڑھائی اس طرح پڑھائی جس طرح حضور ﷺ پڑھاتے تھے اور اسی لئے حضور ﷺ نے آپ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا اور آپ نے نماز پڑھائی جس کا ذکر حدیث شریف کی کتابوں میں واضح طور پر موجود ہے۔

۱۵۔ بیقہی وطحاوی شریف نے حضرت اسودؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر ابن خطابؓ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے، امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(کتاب جاء الحق حصہ دوم، عنوان رفع یدین کرنا منع ہے، حدیث نمبر ۲۱، ص ۵۶، اور شرح مشکوٰۃ مسلم شریف حصہ اول، ص ۵۷۵ پر یہی حدیث درج امام طحاوی کی روایت ہے۔)

۱۶۔ بیقہی وطحاوی شریف نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے اور پھر کسی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

(کتاب جاء الحق حصہ دوم، عنوان رفع یدین کرنا منع ہے، حدیث نمبر ۱۹، ۲۰، ص ۵۶)

نوٹ: چنانچہ امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ

اور ان کے اصحاب بھی صرف پہلی بار تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اس کے علاوہ نہیں کرتے تھے۔

(شرح معانی الاثار جلد ۱۔ ص ۱۵۴، حوالہ شرح مسلم شریف جلد اول ص ۵۷۵)

تشریح: تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے کو رفع یدین کہتے ہیں۔

۱۷۔ طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

(کتاب جاء الحق حصہ دوم، عنوان رفع یدین کرنا منع ہے ،حدیث نمبر ۱۶، ۱۷، ص ۵۵، ۵۶)

نوٹ: امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کیا ہے کہ "میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھی انہوں نے صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے نزدیک رفع یدین منسوخ ہو چکا تھا ورنہ وہ اپنی روایت کے خلاف عمل کیوں کرتے۔

(شرح مسلم شریف، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، ص ۵۷۵)

۱۸۔ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر نماز فرض ہو یا کوئی اور میں تکبیر کہتے ہیں رمضان میں اور غیر رمضان میں بھی بس جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر سجدہ کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ اور پھر ربنا لک الحمد کہتے تھے بعد ازاں جب سجدہ کرنے کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اپنی ہر رکعت اسی طرح کر کے نماز سے فارغ ہو جاتے۔ بعد

ازاں جب نماز ختم کر چکتے تو کہتے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلا شبہ میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہوں۔ آپ کی نماز اس وقت تک بلکل اسی طرح تھی جب آپ ﷺ نے دنیا کو خیر باد کہا۔

(بخاری شریف جلد اول، کتاب الاذان، باب ۵۱۹، حدیث شریف ۷۶۴، صفحہ ۳۴۸)

۱۹۔ علامہ عینی نے حضرت ابن عباس سے ایک روایت پر ذکر کیا ہے کہ تمام عشرہ مبشرہ صحابہ کرام تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے ان کے علاوہ عبد اللہ بن مسعود، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن حازب، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کا بھی یہی مسلک تھا۔

(حوالہ مسلم شریف، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، ص ۵۷۶)

۲۰۔ طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت حکم بن عمیر شمالیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے ہاتھ بلند کرو جو کانوں کے مخالف نہ ہوں۔

(شرح مسلم شریف، جلد اول کتاب الصلوٰۃ، ص ۵۷۴)

۲۱۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت اما اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عن حماد بن ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہلی بار کے سوا نماز میں کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

(کتاب جاء الحق، حصہ دوم، حدیث نمبر ۲۴، ص ۵۷)

جیسا کہ اس سے قبل بھی تحریر ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسی لئے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم

کے تحت کہا کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ اس حکم کی تکمیل کے لئے حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی جماعت بنائی اور حکم بھی صادر فرمایا کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑ لو۔ کیا دنیا کا کوئی مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے خلاف عمل کر کے فلاح پا سکتا ہے جب اس دور کا کوئی مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتا تو پھر حضور ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور جو علمی اور عملی زندگی آپ ﷺ کی ہے وہی خلفاء راشدین کی ہے پھر حضور ﷺ کا حکم سن کر کوئی بھی صحابی رسول حضور ﷺ کے حکم کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جب دین کی دعوت دے رہے تھے۔ لوگ برابر مسلمان ہو رہے تھے اور پھر جس کو جتنا وقت ملا وہ حضور ﷺ کے پاس رہا پھر اپنے اپنے علاقے میں چلے گئے۔ وحی کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ کا حکم آتا رہا یا القاء کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ویسا حضور ﷺ نے کیا جو دور یا نزدیک کے لوگ تھے اور آپ ﷺ کی صحبت بابرکت میں دوبارہ نہیں آئے ان کو یہ پتا نہیں چلا کہ کیا کیا حکم اللہ تعالیٰ کا آیا ہے، جو تعلیم حضور ﷺ سے سیکھ کر گئے وہ اپنے لڑکوں، گھر کے لوگوں اپنے علاقے کے لوگوں کو بتاتے رہے اور بات صدیوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ جیسا کہ یہاں ایک مثال پیش خدمت ہے حدیث کی کئی کتابوں میں کئی جگہ روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے اور خاص کر ابن عمر لکھا ہے یا عبداللہ بن عمر لکھا ہے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے ہیں، صحابی رسول ہیں، جلیل القدر عالم ہیں یہ کیسے حضور ﷺ اور اپنے والد کے خلاف عمل کر سکتے ہیں اور حدیث شریف نمبر ۷ میں جو ذکر ہے کہ آپ نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہیں کیا۔ خلفاء راشدین کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا تھا کیونکہ خلفاء راشدین سے زیادہ حضور ﷺ کے

ساتھ کون رہا ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو آنکھوں سے دیکھا پھر آپ ﷺ نے رفع یدین منسوخ ہونے کے بعد رفع یدین نہیں کیا۔ حضرت علیؓ چوتھے خلیفہ ہیں ۔آپ نے حضور ﷺ اور تینوں خلفاء راشدین کو دیکھا کہ منسوخ ہونے کے بعد کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ حضور ﷺ کے ساتھ بچپن سے رہے، اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور داماد ہیں اور چوتھے خلیفہ ہیں آپ نے حضور ﷺ کا سب حال آنکھوں سے دیکھا۔ تو آنکھوں کا دیکھا ہوا زیادہ مستند ہے۔ جس کا بین ثبوت خلفاء راشدین ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہ امام الاولیاء ہیں۔ اسی لئے دنیا کے کوئی اولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل رفع یدین نہیں کرتے۔ جس کا ذکر اس سے قبل کر چکے ہیں پھر کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث نمبر شمار ۱۷ میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے رفع یدین نہیں کیا اس سے معلوم ہوا اور بات واضح ہو گئی حضور ﷺ نے سارے طور وطریقے منسوخ کر دیئے اور اس کے بعد حکم صادر فرما دیا کی میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑ لو۔ یہ حدیث شریف اسی ضمن میں کئی بار تحریر ہو چکی ہے۔ اب کوئی حضور ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل نہیں کرتا ہے اور تاویل یعنی بہانہ تراشی کرتا ہے تو وہ جانے۔ جیسا کہ تمام حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہو جانے کے بعد صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین اور ان کی اولادوں نے رفع یدین نہیں کیا کیونکہ ان سے زیادہ رسول ﷺ کو چاہنے والا اور کوئی نہیں۔

خلفاءِ راشدین کے خلیفہ

۱۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہوئے پھر ان خلفاؤں سے خلیفہ در خلیفہ جو سلسلۂ طریقت چلا آرہا ہے اس دور میں وہ سلسلہ نقشبندیہ کہلاتا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی نقشبندی سلسلے کا مرید رفع یدین کرتا ہے، جواب ہوگا "نہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۲۔ حضرت علیؓ کے کئی خلیفہ ہیں۔ جن سے سلسلۂ طریقت چلا جس کو تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام جانتے اور مانتے ہیں اور جو سلسلہ طریقت حضرت امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلا (حضرت حسینؓ خلیفہ ہیں اپنے والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہ کے) یہ سلسلہ دورِ حاضر میں قادریہ کہلاتا ہے۔ جو سلسلہ حضرت علیؓ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے چلا موجودہ دور میں یہ سلسلہ چشتیہ کہلاتا ہے، دنیا میں سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کے لوگ کیا رفع یدین کرتے ہیں۔ جواب ہوگا "نہیں"۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت علیؓ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

جو حضور ﷺ کا طور و طریقہ رہا وہی خلیفہ راشدین کا طریقہ، وہی طریقہ سلسلہ بہ سلسلہ چلا آرہا ہے دنیا کی تاریخ میں ہر اولیاء اللہ اور مشائخ عظام نے اپنے مرشد ان کی اطاعت کی یعنی پیروی کی اور دنیا کوئی بھی مرشد رفع یدین نہیں کرتا ہے۔ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور کوفہ میں ہی رہائش اختیار کی۔ آپ کے دادا کو حضرت علیؓ کی صحبت میسر آئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے طور و طریق کو ہی اپنایا پھر

حضرت امام اعظم کے والد نے اپنے والد کا طور و طریقہ اپنایا۔ حضرت امام اعظم کے دادا اور والد نے اور خود امام اعظم نے صحابہ کرام کو دیکھا۔ رفع یدین نہیں تھا اگر ہوتا تو یہ ذکر کرتے کہ صحابہ کرام رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ ان ہی کے خلیفہ ہیں اور حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیفؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ اگر رفع یدین ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے فرزند اور خلیفہ حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیفؓ رفع یدین کرتے اور پھر لازمی تھا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد یعنی پیر کی اطاعت یعنی پیروی کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

(حوالہ کتاب آئینہ تواریخ تصوف، باب سوم، صفحہ ۱۳، ۱۴)

اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے رفع یدین نہیں کیا اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تین واسطوں سے سند ملی کہ رفع یدین نہیں ہے۔

۱۔ ایک آپ کے دادا حضرت علیؓ کی صحبت میں رہے۔ پھر آپ کے والد نے اپنے والد کو دیکھا اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کو دیکھا۔

۲۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی صحابہ کرام کو دیکھا، اگر رفع یدین ہوتا تو اس کا ذکر ضرور کرتے۔

۳۔ حضرت علیؓ کے خلیفہ آپ کے فرزند حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیفؓ اور آپ کے خلیفہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم کے خلیفہ آپ کے فرزند شاہ امام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت علیؓ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، حضور ﷺ کے داماد ہیں، حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ اگر یہ رفع یدین کرتے ہوتے تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیفؓ کے

خلیفہ ہیں ’’رفع یدین‘‘ کرتے۔

نہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے رفع یدین کیا اور نہ کوئی دنیا کا حنفی رفع یدین کرتا ہے اور دنیا کا کوئی مرشد یعنی شیخ رفع یدین نہیں کرتا ان تمام ثبوتوں کو پڑھ کر فیصلہ کریں۔ چونکہ جس کا جو طریقہ ہے وہ جانے جیسے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ یہ صرف ہماری تحریر اہل سلسلہ اور اہل سلسلہ کو ماننے والوں کے لئے ہے، کسی سے بحث کے لئے نہیں۔ جس کا جو طریقہ ہے اس کو مبارک ہو اور ہم کو ہمارا طریقہ مبارک۔ حضور ﷺ ...... پھر حضور ﷺ کے خلیفہ خلفاء راشدین...... پھر ان کے خلیفہ در خلیفہ...... سو سال میں تمام امت میں پھیل چکے تھے لیکن اماموں کا زمانہ سو سال کے بعد کا ہے۔

اماموں کا دور

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج الامت رحمتہ اللہ علیہ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مدفن بغداد شریف میں ہے۔ ہر امام کے جوان ہونے میں بیس سال تو ضروری ہیں پھر اس کے بعد تحریری کام شروع ہوا ہو گا۔

۲۔ حضرت امام احمد جعفر صادقؓ ۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور پندرہ رجب ۱۴۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بغداد شریف میں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کی صحبت کے دو سال نہ ملتے تو نعمان ابو حنیفہ ہلاک ہو جاتا۔ (مراۃ الاسراص ۲۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ جو عقیدہ حضرت امام ابو حنیفہ کا تھا وہی حضرت امام جعفر صادق کا تھا ورنہ امام اعظمؒ آپ کے پاس نہ جاتے ۔اور حضرت امام جعفر صادق سے حضرت بایزید بسطامی کو خلافت ملی ہے۔
(مراۃ الاسرار صفحہ ۳۰۷) حضرت امام جعفر صادق سلسلہ قادری کے بھی بزرگ ہیں اس کا ثبوت سلسلہ قادری کا شجرہ طریقت ہے۔

۳۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ آپ ۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بعض نے ۹۳ھ بھی لکھا ہے آپ محبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہمیشہ مدینہ منورہ میں رہے اور آپ کا وصال ۱۷۹ھ میں ہوا۔ بعض نے ۱۷۷ھ بھی لکھا ہے۔

۴۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا آپ مصر میں مدفون ہیں۔

۵۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۲۰۳ھ میں ہوا۔ بغداد میں وصال ہوا۔ اور مزار بھی بغداد میں ہے۔

۶۔ حضرت امام ابو عبداللہ بن اسمعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے اور وصال ۲۵۶ھ میں ہوا آپ کا مزار مقام خبر تنگ میں ہے جو بخارا کے قریب ہے۔

۷۔ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۲ھ میں نیشاہ پور میں پیدا ہوئے بعض مورخین ۲۰۴ھ بیان کرتے ہیں۔ آپ کا وصال ۲۴ رجب بروز اتوار ۲۶۱ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار خراساں میں ہے۔

۸۔ حضرت امام داؤدر رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے مقام سجستان میں آپ کا وصال ۲۷۵ھ بروز جمعہ ہوا۔

۹۔ حضرت امام ترمذی شہر بلخ کے مقام ترمذ میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور وصال مقام ترمذ میں ۲۷۹ھ میں ہوا اور آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔

۱۰۔ حضرت امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے آپ شہر عراق کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور وصال آپ کا ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ میں ہوا۔

۱۱۔ حضرت امام نسائی ۲۱۵ھ میں خراساں میں پیدا ہوئے مقام نسا میں شاہ عبد العزیز نے آپ کی تاریخ پیدائش ۲۱۴ھ بتائی ہے اور آپ کا جسم اطہر مکہ پہنچایا گیا اور مکہ میں دفن کیا گیا۔

اماموں کی پیدائش آپ کے سامنے ہے۔ سب سے پہلے جو امام پیدا ہوئے وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تقریباً بیس سال جوان ہونے کے لگالیں اس طرح سو سال ہوئے، سو سال میں اہل طریقت کا سلسلہ کہاں سے کہاں پہنچا ہوگا۔ جتنے اماموں نے دینی خدمات کی ہیں سب قابل ستائش ہیں اور امت کی بھلائی کے لئے کیا ہے۔ سب حدیث کی کتابیں صحیح اور درست اور قابل قدر ہیں۔

ان علمی خزانوں سے پوری مسلم قوم فائدہ حاصل کرتی آرہی ہے اور تاقیامت ان علمی سرمایوں سے قوم فائدہ اٹھاتی رہے گی اس لئے جو بھی معلومات

تھی کتابی شکل میں مرتب کر دیا تاکہ سلسلے کے لوگ اور اہل علم پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ حقیقت کیا ہے۔ ایک طرف حضور ﷺ اور خلفاء راشدین کی علمی اور عملی زندگی ہے جو ایک دوسرے کو دیکھتے اور ایک دوسرے سے براہ راست طور و طریق سیکھتے اور خلفاء سے بیعت ہوتے آرہے ہیں۔ جیسا کہ ایک سو سال قبل یعنی اماموں کے دور سے پہلے جو طریقہ چلا آرہا ہے یعنی اطاعت رسول اللہ ﷺ کا علمی اور عملی طریقہ جس کو طریقت کہتے ہیں جس کے نام یہ ہیں سلسلہ نقشبندیہ ، سلسلہ قادریہ ، سلسلہ سہروردیہ ، سلسلہ چشتیہ اور بہت سی ان کی شاخیں ہیں۔ مسلمانوں میں جس کا جو طور طریق ہے وہ جانے اور جو عمل ہے وہ جانے۔ ہم کو کسی کے بھی طور و طریق پر بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں کئی جگہ اس بات کو تحریر کر چکے ہیں کہ ہم نے اپنے سلسلے اور اہل طریقت کی سہولت کے لئے لکھا ہے جس کا جو عقیدہ ہے جو طریقہ ہے وہ اس کو مبارک ہو۔

یارسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں انبیاء کرام کو "یا" کے لفظ سے مخاطب فرمایا ہے حالانکہ حضور ﷺ سے سینکڑوں اور ہزاروں سال پہلے انبیاء کرام کا وصال ہوا ہے۔ جب بھی لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو آخر یہ نام لیتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ آخر جو چیز قرآن شریف میں موجود ہے اس کے ماننے سے انکار کیسا؟ جیسے یا آدمؑ ، یا نوحؑ ، یا ابراہیمؑ ، یا موسیٰؑ، یا عیسیٰ جب کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نام لفظ "یا" کے ساتھ لے رہا ہے تو سنت الٰہی ادا کرنے میں کونسا امر مانع ہے اور قرآن شریف میں حضور ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا بلکہ خطابَ سے نوازا ہے جیسے یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۶۷) یَاَیُّھَا النَّبِیُّ (پارہ ۲۱ سورہ الاحزاب آیت ۱) یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (پارہ ۲۹ سورہ المزمل آیت ۱) یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (پارہ ۲۹ سورہ المدثر آیت ۱) اور نیک بندوں کو اس طرح بھی مخاطب کیا ہے:

یَاَیُّھَا النَّاسُ (پارہ ۴ سورہ النساء آیت ۱) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ (پارہ ۴ سورہ النساء آیت ۱۷) یَاَیُّھَا الْکِتٰبِ (پارہ ۶، سورہ المائدہ آیت ۵۹) اور ہر نماز میں یَاَیُّھَا النَّبِیُّ سب نمازی پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہی مرضی ہے اس لئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ اس کو یا نبی (یعنی یارسول اللہ) کہنے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے حوالہ جات میں کئی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ آتا ہے اور سب ہی پڑھتے ہیں اور نماز میں تو صدیقین شہداء اور صالحین تک کو سلام ہے۔ نماز میں ہے کہ "سلام ہو آپ ﷺ پر اے نبی ﷺ" اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر جب حضور ﷺ

معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کہا کہ ”اے نبی آپؐ پر سلام ہو اور آپؐ پر میری رحمتیں اور برکتیں بھی ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلام ہم پر ہو اور صالحین پر یعنی اللہ کے نیک بندوں پر کیونکہ سلام میں حضور ﷺ کے سارے صدیقین سے لیکر صالحین تک شامل ہیں۔ حدیث شریف التحیات میں جب السلام علیکم ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہا تو گویا آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے پر سلام بھیجا۔

(بخاری شریف جلد اول ابواب التہجد باب ٧٦٠ حدیث ١١٢٣، صفحہ ٤٦٧)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ حج کے لیے اعلان عام کریں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی آپ نے حج کے لئے اعلان عام کر دیا۔ آپ کی آواز سب نے سنی۔ خواہ دنیا میں تھا۔ ماں کے پیٹ میں تھا۔ باپ کی پشت میں تھا یا عالم بالا یعنی عالم ارواح میں تھا سب نے سنی تفصیل کے لیے دیکھیں پارہ ٧ (سورہ جمعہ آیت ٢٧) حضرت ابراہیم کی آواز تو سب نے سن لی۔ اسی طرح حضور ﷺ جب حیات ظاہری میں نماز پڑھاتے تھے تو سلام صدیقین، شہداء صالحین تک سب کو پہنچتا رہا اور اب بھی سب نمازیوں کا سلام سب کو پہنچتا ہے۔

اسی لیے حکم ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو کہو اسلام علیکم یا اہل القبور چونکہ قبرستان میں صدیقین یعنی اولیاء اللہ، شہداء، صالحین، مومنین، مسلمان مرد عورتیں سب ہی کی قبریں ہیں۔ جب انکو سلام کرنا جائز ہے۔ تو ”یارسول اللہ“ کہنا جائز ہو گیا۔ جب حاجی یا جو مدینہ منورہ جاتے ہیں تو اس وقت بھی کہتے ہیں اسلام علیکم یارسول اللہ پھر حضور ﷺ کے دو اکابر خلیفہ بھی ہیں۔ جو صدیقین یعنی اولیاء اللہ بھی ہیں اور صحابی رسول اللہ بھی ہیں اور اولیاء اللہ کی صف اول میں ہیں اور سب سے پہلے اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ کو مدینہ میں سلام کرتے ہیں شہدائے اُحد کو سلام کرتے ہیں جنت البقیع میں جاکر سلام کرتے ہیں۔ انبیاء کرام زندہ

ہیں اولیاء اللہ زندہ ہیں شہید زندہ ہیں جب اہل قبور کو سلام ہے تو اہل قبور سے ان لوگوں کا مقام بڑا ہے۔ جب اہل قبور سے مخاطب ہوتے وقت سب لوگ کہتے "اسلام علیکم یا اہل قبور؟ تو قبر والوں سے ان کا درجہ بڑا ہے ان کو بھی مخاطب کر کے سلام کر سکتے ہیں۔ یارسول اللہ، یا علی، یا غوث یا خواجہ فیصلہ کرو کہ اہل قبور کا بڑا درجہ ہے یا ان کا بڑا درجہ ہے۔ الیکٹرک کی وجہ سے آواز چھ سیکنڈ میں دنیا کا چکر لگاتی ہے۔ الیکٹرک انسانی ایجاد ہے اور روح امر ربی ہے۔ روح کو اس سے کہیں زیاد قوت حاصل ہے۔ بزرگوں کا بہت بڑا مقام ہے بہت ادب سے مزار پر حاضر ہو کر سلام کرنا چاہیئے۔

انٹر نیشنل سنی کانفرنس (ملتان)

مورخہ یکم اپریل اور دو اپریل ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ اور اتوار منعقد ہوئی۔ جس میں پاکستان کے علمائے کرام اور مشائخ عظام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ سے زائد تھی اور سنت والجماعت کے لاتعداد فرزندان توحید جنکی تعداد کئی لاکھ تھی پرانا قلعہ قاسم باغ کا جو اسٹیڈیم گراونڈ ہے اس میں جلسہ تھا۔ وہ پورا گراونڈ بھرا ہوا تھا اور گراونڈ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ لوگ باہر موجود تھے۔ بڑا عظیم الشان جلسہ تھا اور بڑا ہی روح پرور منظر تھا۔ میرے ساتھ چوبیس خلیفہ اور مرید تھے اور تقریباً دس یا بارہ احباب تھے۔ اس عظیم الشان جلسہ میں یہ طے پایا کہ "یارسول اللہ" سنیوں کو کہنا چاہیئے۔ یہ سنیوں کی پہچان ہے اور جو مصر سے وفد آیا تھا اور جامع الازہر مصر کے وفد کے جو سربراہ تھے انہوں نے اپنی تقریر کے دوران یہ کہا کہ جو بھی صوفیوں کو برا بھلا کہتا ہے وہ زندیق ہے۔

فقط

عبد الغفار

حقیقت اور فیصلہ

کتاب کا آپ نے مطالعہ کیا جو تحریر ہے اس پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور جواب تحریر کیا جارہا ہے اس پر بھی نہایت محبت اور قلب کی گہرائیوں میں ڈوب کر آپ خود فیصلہ کریں کہ حقیقت کیا ہے؟

ہر اہل کتاب اللہ تعالیٰ کو بزرگ و برتر مانتے ہیں مسلمہ کذاب (اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کو اللہ مانتا تھا) خارجی یہ بھی اللہ کو اللہ مانتے ہیں جب صحابہ کرام سے جنگ ہوتی تھی تو جب صحابۂ کرام نعرہ تکبیر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے یہ لوگ بھی نعرہ تکبیر کہتے تھے صحابہ کرام میدان جنگ میں نعرہ تکبیر کیساتھ ساتھ جب جنگ زوروں پر ہوتی تھی تو یہ بھی کہتے تھے باآواز بلند ہر صحابی کی زبان پر ہوتا تھا یا محمد ﷺ مدد فرمایئے، یا محمد ﷺ مدد فرمایئے، یا محمد ﷺ مدد فرمایئے جو صحابہ کرام کے مخالفین میدان جنگ میں ہوتے تھے وہ حضور ﷺ کا نام نہیں لیتے تھے (دیکھئے کتاب راہ حق مولانا محمد شفیع اکاڑوی صفحہ ۳۵، ۳۸، ۳۹،) قرآن شریف اور حدیث شریف صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے سیکھا ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں سارے خلفاء راشدین، سارے صحابہ کرام اور اولیاء اللہ یا رسول اللہ ﷺ یا محمد ﷺ کہتے گذرے ہیں۔

حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب کسی قبرستان سے گزر ہو یا قبرستان جانا ہو تو کہو "السلام علیکم یا اہل القبور" قبرستان والوں کو حضور ﷺ کے دور سے لیکر آج تک اور تا قیامت سلام کرتے رہیں گے قبرستان میں نیک و بد سارے دفن ہیں اور انکو یا اہل القبور "یعنی یا" کے لفظ سے مخاطب کیا جارہا ہے حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کا درجہ تو بہت ہی بلند بالا ہے پھر جب قبرستان کے عام

مسلمانوں کو "یا" کہنا جائز ہے تو یارسول اللہ کہنا بھی جائز ہے۔ جو عام قبرستان والوں کو یا کہہ کر مخاطب کرے اور یارسول اللہ کہنا پسند نہ کرے وہ اپنے متعلق خود فیصلہ کرے کہ اسکا یہ فعل صحیح یا غلط ہے۔ اور اس کا اپنا ایمان کیسا ہے کیونکہ ایمان حضور ﷺ کی محبت کو کہتے ہیں اور جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کی یاد دل میں اور خیال میں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر تم مجھکو چاہتے ہو تو میرے رسول ؐ کو چاہو۔

حدیث شریف :

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ کی قبروں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "یا اہل القبور" تمہیں سلام ہو۔ "السلام علیکم یا اہل القبور" (حوالہ ترمذی شریف جلد دوم باب الجنائز، صفحہ ۵۴۰، ۵۴۱)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحابہ کرامؓ کو بلا کر وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ حضور ﷺ کے مزار اقدس پر لیجانا اور عرض کرنا "اسلام علیکم یارسول اللہ" ابو بکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے اگر حضور ﷺ اجازت دیں اور مزار اقدس کا دروازہ کھل جائے تو حضور ﷺ کے پاس لیجا کر دفن کردینا۔ ورنہ جنت البقیع میں دفن کردینا۔ پھر آپ کے وصال کے بعد آپ کا جنازہ حضور ﷺ کے مزار اقدس پر لیکر حاضر ہوئے اور عرض کی السلام علیکم یا رسول اللہ ابو بکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی وہ کلمات بھی ختم نہ ہوئے تھے کہ پردہ ہٹا اور کان میں آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس لے آؤ (کتاب شواہد النبوت اور سفینۃ الاولیاء) حضور ﷺ کی حیات بعد از وصال کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد موجود تھی اور یارسول اللہ کہنے کا اس سے بڑا کون سا ثبوت ہے یارسول اللہ خلفاء راشدین نے کہا، سارے صحابہ کرام نے کہا، سب اولیاء کہتے آرہے ہیں اور کہتے رہیں گے۔

قرآن شریف سورہ الحمد شریف کا ترجمہ :

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب اور حضور ﷺ سارے جہانوں کی

رحمت ہیں۔

(پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان و مال سے زیادہ مالک ہیں۔

(پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶)

دنیا میں کتنے مسلمان ہوئے اور کتنے ہونگے حضور ﷺ سب کی جانوں کے مالک ہیں اور سارے جہانوں میں رحمت للعالمین ہونے کی وجہ سے اور مالک و مختار ہونے کی وجہ سے موجود ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے ہر جگہ موجود ہو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے دور نزدیک سنتا اور دیکھتا اور مدد بھی کر سکتا ہے۔

حوالہ : بعض مشائخوں نے فرمایا کہ ہر سعادت مند کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی روح رفیق ہے اور آپ ﷺ کی روح نگہبان و نگراں ہے۔ جس سے آپ ﷺ منہ پھیر لیں اس سے سعادت دور ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس نے گستاخی و بے ادبی کی ہے

(پارہ ۲۶ تفسیر روح البیان اردو ترجمہ صفحہ ۲۳۰)

اقتباسات

۱۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں۔

جو شخص روز درود و فاتحہ اپنے اوپر لازم کر لے وہ چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

۲۔ حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو خواب میں حضور ﷺ نے ان کو اس دورِ دو فاتحہ پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا اس درود و فاتحہ میں یہ درود بھی ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حبیب اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیعَ الْمُذْنِبِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سید الْمُرْ سَلِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا امام الْمُتَّقِیْن

اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہوتا تو حضور ﷺ حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو اس کے پڑھنے کا حکم کیوں دیتے۔ (حوالہ کتاب راہ حق صفحہ ۸)

۳۔ حضرت کعب بن صحرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا کامیاب ہونا مشکل ہے تو حضور ﷺ کو پکارا کہ جلد مدد فرمائے اور اس کا بھی ظہور اس طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور فتح کیسی ہوئی کہ خود مخالف بادشاہ جو تھا وہ مسلمان ہو گیا اور اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادم بن گیا۔ یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو نہیں پکارا بلکہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت حضور ﷺ کو مدد کیلئے پکارتے اور مشاہدہ بھی کرتے۔

۴۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب مقابلہ مسلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت ہی مصیبت اور سختی کا سامنا کرنا پڑا جب حضرت خالد بن ولید اور رفقاء نے دیکھا کہ حالت نازک ہے تو پھر انہوں نے حضور ﷺ کو مدد کیلئے پکارا اور ہر صحابی کی زبان پر یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ جاری

تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمہ کذاب ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی ۔یا رسول اللہ ،یا محمد ﷺ ، صحابہ کرام حضور ﷺ کو مدد کیلیے حضور ﷺ کے وصال کے بعد پکارا کرتے تھے۔

(کتاب راہ حق صفحہ ۳۷،۳۵)

۵۔ امام اعظم حضرت ابو حنفیہ دربار رسالت میں یوں التجا کرتے ہیں :

"اے تمام مخلوق سے بزرگ ترین !اے نعمت الٰہی کے خزانے !اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھ پسند فرمائے ،میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں ، کیونکہ سوائے آپ کے تمام مخلوق میں ابو حنفیہ کا کوئی حامی ومددگار"

(راہ حق صفحہ ۴۷،۴۸)

۶۔ حضرت امداد اللہؒ مہاجر مکی

شفیع عامیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو
تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں یارسول اللہ

(راہ حق صفحہ ۵۳)

۷۔ حضرت مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ آج دور شریف زیادہ پڑھوں ان الفاظ کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

(راہ حق صفحہ ۱۱)

۸۔ حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ہر حال میں ہم پر کرم فرمایئے ہم بے سر و سامان ہیں ہمارا سر و سامان آپ کا لطف و کرم ہے۔

(راہ حق صفحہ ۵۱)

۹۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ صاحب بانی درالعلوم دیوبند فرماتے ہیں

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا سلام کریگا یانبی اللہ میرے پہ کیا پکار
مدد کرائے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی، ٦، راہ حق صفحہ ۵۳)

۱۰۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں میں تمام وقتوں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت وانکشاف بہت ہی قوی تر ہوتا ہے۔ اس لئے بعض عارفین نے فرمایاہے کہ یہ خطاب اور اسلام علیکم ایہا النبی اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ موجودات کے ذرّے ذرّے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہیں پس حضور ﷺ کی ذات نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ نور و معرفت کے اسرار سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

(راہ حق صفحہ ۱۶، ۱۷)

۱۱۔ نور الانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے کہ دونوں جہاں اوروں کو بخش دینا اور خود خالق کی طرف متوجہ ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام کا خلق ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں دوسروں کو وہی بخشے گا جو خود ان کا مالک ہوگا، ملکیت ثابت ہوئی حضرت شیخ عبدالحق کی ان عبادات نے فیصلہ کردیا کہ دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں حضور ﷺ سے مانگو، حال مانگو، جنت مانگو، جہنم سے پناہ مانگو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو مانگو ایک صوفی شاعر کہتے ہیں یارسول اللہ میں آپؐ سے اللہ کو مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں۔

(حوالہ کتاب جاء الحق حصہ اول عنوان غیر اللہ سے مدد مانگنا صفحہ ۱۹۶)

۱۲۔ شیخ کی روح کسی خاص جگہ مقید و محدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گویا شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب تک اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو رابطہ قلب پیدا ہو جائیگا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کبھی کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئیگی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کریگا اور ضرور شیخ کی روح بہ اذن خداوندی اسکو القا کردیگی البتہ ربط تام (پکا رابطہ) شرط ہے۔

(کتاب امداد السلوک مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صفحہ ۲۶ ناشر مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی)

۱۳۔ نواب صدیق حسن خان امام شوکانی سے اس طرح مدد مانگتے ہیں۔
شیخ سنت مدد دے، قاضی شوکانی مدد دے۔

(راہ حق صفحہ ۵)

کتاب راہ حق حضرت مولانا محمد شفیع اکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

حوالہ جن کتابوں سے لیا گیا ہے

۱۔ تفسیر روح البیان، مصنف سراج العلماء حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی قدس سرہ، مترجم جناب حضرت مولانا ابو صالح محمد فیض احمد اویسی مد ظلہ العالی ،مکتبہ اویسیہ رضویہ۔ بہاولپور، پاکستان

۲۔ تفسیر نعیمی مصنف حضرت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان صاحب قدس سرہ گجرات۔

۳۔ تفسیر ضیاء القرآن، حضرت پیر محمد شاہؒ ایم۔اے (الازہر) سجادہ نشین ،بھیرہ شریف

۴۔ بخاری شریف مترجم حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانؒ پوری، ناشر حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور۔

۵۔ شرح مسلم شریف مترجم و شارح حضرت علامہ غلام رسول، فرید بک اسٹال لاہور۔

۶۔ سنن ابن ماجہ مترجم حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانؒ پوری، فرید بک اسٹال لاہور۔

۷۔ سنن ابن داوٗد مترجم حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانؒ پوری، فرید بک اسٹال لاہور۔

۸۔ شرح مشکوٰۃ شریف، مترجم و شارح حضرت مولانا مفتی احمد یار خان قدس سرہ العزیز۔

۹۔ مراۃ العارفین از حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ والے کی قومی دوکان، لاہور۔

۱۰۔ کتاب الشفاء حضرت قاضی عیاض الدینؒ مترجم مولانا حافظ احمد علی شاہ، ناشر اللہ والے کی قومی دکان، لاہور
۱۱۔ کتاب الغنیۃ الطالبین، حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مترجم شمس صدیقی بریلوی، کراچی
۱۲۔ کتاب سر الاسرار حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، مترجم حضرت حافظ برکت علی قادری لاہور۔
۱۳۔ کتاب کیمیائے سعادت حضرت امام غزالیؒ، پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۱۴۔ کتاب سبع سنابل حضرت میر عبد الواحد بلگرامی مترجم مفتی خلیل خاں برکاتی، ناشر سید حامد لطیف چشتی، لاہور
۱۵۔ کتاب جذب القلوب حضرت عبد الحق محدث دہلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔
۱۶۔ کتاب مکتوبات صدی حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ، ناشر سعید اینڈ کمپنی کراچی۔
۱۷۔ کتاب نور الہدیٰ، حضرت سلطان باہوؒ، صاجزادہ عبدالرشید خاں، ڈیرہ غازی خان۔
۱۸۔ کتاب الفضل الفوائد، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ، اللہ والے کی قومی دکان لاہور۔
۱۹۔ کتاب اسرار اولیاء حضرت خواجہ بدر الدین اسحاقؒ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور۔
۲۰۔ مدراج النبوت حضرت عبد الحق محدث دہلویؒ، مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔
۲۱۔ شواہد النبوت حضرت علامہ نور الدین / عبدالرحمٰن جامی مکتبہ نبویہ گنج بخش

روڈ، لاہور۔
۲۲۔ بارہ تقریریں خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری۔ناشر فرید بک اسٹال، لاہور۔
۲۳۔ کتاب مراۃالاسرار، حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی، مترجم کپتان واحد بخش سیال۔ناشر بزم اتحادالمسلمین، لاہور۔
۲۴۔ کتاب فی علم الرسول حضرت علامہ محمد فیض اویسی صاحب مدظلہ تعالیٰ ،بہاولپور۔
۲۵۔ کتاب جاءالحق، حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں قدس سرہ، گجرات۔
۲۶۔ کتاب سلطنت مصطفیٰ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں قدس سرہ، گجرات۔
۲۷۔ روحانیت اسلام، کپتان واحد بخش سیال۔ناشر بزم اتحادالمسلمین، لاہور
۲۸۔ کتاب تواریخ آئینہ تصوف، صوفی محمد حسن ناشر محمد سلطان صابری سہاری روڈ قصور۔
۲۹۔ طریقہ عرفان الٰہی از صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ، ملیر کالونی۔ کراچی
۳۰۔ شان اولیاء اللہ از صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ، ملیر کالونی۔ کراچی
۳۱۔ راہ حق۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ

ہماری دیگر تصانیف

کتاب طریقہ عرفان الٰہی

اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے لئے عاشقان الٰہی جو راہ سلوک پر گامزن ہیں اور شب و روز کوشاں ہیں۔ان کی تعلیم و تربیت رہبری و رہنمائی کے لئے بہترین کتاب ہے۔یہ کتاب معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

صفحات ۱۷۶،اور تیسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

کتاب شہنشاہ کونین

حضور ﷺ کی عظمت پر کتاب شہنشاہ کونین اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے،موجودہ دور کے تقاضوں کے تحت معلمات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔اس بیش بہا علمی خزانہ سے ہر اہل ذوق کو استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔حقیقت کا فیصلہ مطالعہ کے بعد ہوگا۔

صفحات ۲۴۰،اور قیمت ۱۵۰ روپے ہے۔

کتاب شان اولیاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے دوستوں یعنی اولیاء اللہ کی عظمت و شان پڑھنے کے بعد خود عیاں ہو جائے گی۔دور حاضر میں اس قدر بہترین کتاب ہے کہ ابھی تک شان اولیاء اللہ پر موجود کتابوں میں یہ کتاب اپنی نوعیت کی آپ ہے۔جس کا مطالعہ کرنے کے بعد خود ہی فیصلہ ہو جائے گا۔

صفحات ۲۵۶ اور قیمت ۱۷۵ روپے ہے۔

کتاب حقائق تصوف

علم تصوف کی اہمیت وافادیت اور اس کے اسرار ورموز کی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔کتاب حقائق تصوف کے بارے میں دور حاضر کے اکابرین علماء کرام اور اہل علم حضرات نے یہ رائے دی ہے کہ دور حاضر میں اس قدر سلیس ،عام فہم اور روح پرور انداز میں اتنی جامع اومدلل کتاب تاحال نہیں گذری۔اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔

صفحات ۴۰۷ ہیں اور قیمت ۳۰۰ روپے ہے۔

کتاب حقیقت سماع

دور حاضر میں سماع یعنی قوالی کے جواز اور عدم جواز کے متعلق کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں لیکن اس کتاب کی خصوصیت اور انفرادیت یہ ہے کہ اس کتاب میں سماع کے حقائق قرآن شریف ،حدیث شریف اور بزرگان دین کی کتابوں کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔مطالعہ کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ سماع کے بابت دور حاضر میں یہ پہلی کتاب ہے جو اس قدر جامع اور مدلل ہے۔اہل ذوق حضرات مطالعہ کر کے اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کا خود اندازہ کریں۔

صفحات ۳۳۶ اور قیمت ۱۷۵ روپے ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ السلام علیک یا رسول اللہ

اہلسنت کا عظیم الشان اجتماع

سنی کانفرنس کراچی ماشاللہ

جو کہ مورخہ 26 اگست 2000ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام نشتر پارک میں ہوئی۔ اس عظیم الشان اجتماع میں خاص بات یہ تھی کہ پورے ملک سے علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی اور اہلسنت عوام کا جوش و خروش دیکھ کر محسوس ہوا کہ ابھی ہمارے دلوں میں "عشق مصطفیٰ ﷺ" کی شمع روشن ہے اس باوقار کانفرنس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اس کانفرنس میں ہمارے پیر مرشد "صوفی ڈاکٹر عبد الغفار شاہ یعقوبی" رحمتہ اللہ علیہ" بانفس نفیس خود تشریف لے گئے اور خلفاء حضرات بھی ساتھ تھے۔ اسکے علاوہ سینکڑوں مریدوں اور عقیدت مندوں نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور اس روح پرور محفل سے فیضیاب ہوئے۔ اس روح پرور محفل کی خاص بات یہ بھی ہے کہ انٹرنیٹ پر رابطہ کرنے والوں کی تعداد تقریبا دولاکھ تھی۔ اس روح پرور محفل میں اللہ تبارک تعالیٰ کی باران رحمت نے بھی شرکت کی جس کی بدولت سخت گرم ترین رات خوشگوار ماحول میں تبدیل ہوگی جسکی بدولت عوام کا ہجوم صبح سحر تک نشتر پارک میں موجود رہا۔ سنی کانفرنس نشتر پارک سے امیر جماعت اہلسنت مظہر سعید کاظمی، صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، ناظم اعلیٰ ریاض حسین شاہ، علامہ شاہ تراب الحق، سلیم قادری، علامہ کوکب اوکاڑوی، حاجی حنیف طیب، صاحبزادہ فرید الحسنین، طارق محبوب اور قادری عتیق الرحمٰن نے خطاب کیا۔ علماء اکرام کے خطاب کے دوران یا رسول اللہ ﷺ کے نعروں سے پورا نشتر پارک گونج اٹھتا تھا۔ سنی کانفرنس کی کامیابی درود و سلام کی برکت ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت اعلحضرت
صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ ؒ صاحب
خلیفہ مجاز صوفی صدیقی سیف الدین بابر غفاری

صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب کی دیگر تصانیف

طریقہ عرفان الٰہی

اللہ کے قرب و عرفان کی رہنمائی کے لئے طریقہ عرفان الٰہی نامی یہ کتاب عام فہم اور سلیس زبان میں مرتب کی گئی ہے تاکہ لوگ اللہ کے قرب و عرفان کی راہ پر گامزن ہیں یا ہونا چاہتے ہیں ان کی اس کتاب سے صحیح تربیت اور رہنمائی ہو سکے یہ کتاب اس قدر مقبول عام ہوئی کہ جلد ہی اس کا تیسرا ایڈیشن چھپوانا پڑا۔

حقیقت سماع

دور حاضر میں سماع یعنی قوالی کے متعلق کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں جواز اور عدم جواز دونوں میں سماع کے متعلق جو بزرگوں نے اپنی کتابوں میں قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں اس کی حقیقت کو ثابت کیا ہے اس ضمن میں ان تمام کتابوں کے اقتباسات اور حوالہ جات کو اس کتاب حقیقت سماع میں اکٹھا کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے محفل سماع کی حقیقت اور اہمیت و افادیت سب کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے اس بات کو اعتراف کیا ہے کہ جو کتابیں سماع کی بابت مطالعہ میں آئی ہیں ان میں یہ پہلی کتاب ہے جو اس قدر جامع اور مدلل ہے اہل ذوق حضرات کے لئے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

=۷۵ا روپے علاوہ ڈاک خرچ

حقائق تصوف

طریقہ عرفان الٰہی اور حقیقت سماع جیسی بے مثال منفرد کتب کی تصنیف اور تالیف کے بعد اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صوفی عبدالغفار مدظلہ العالی کی ایک اور معرکۃ آراء تصنیف "حقائق تصوف" منظر عام پر آچکی ہے۔ جس میں علم تصوف کے موضوع پر مختلف ذہنوں میں اٹھنے والے سوالوں کے جواب قرآن' حدیث اور اولیاء کرام کی کتابوں سے لئے گئے حوالہ جات اور مزید بر آں عقلی دلائل کے ساتھ عام فہم زبان میں تحریر فرمائی جس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔

صفحات ۲۰۴ .... قیمت = /۳۰۰ روپے

ملنے کا پتہ :- آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ
بر مکان ۶۷ / ۳ ڈی ملیر ٹنکی کراچی
آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ غفاریہ۔
بر مکان ۳۱۷ بلاک سی یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد